حضور مفکرِ اسلام پروفیسر محمد حسین آسی

ماہنامہ الحقیقہ پاکستان

نومبر 2006ء

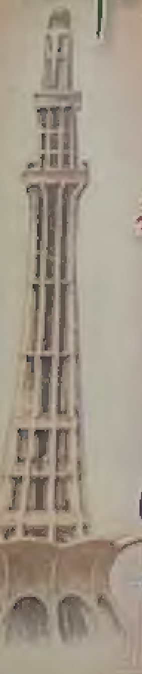
شوکتِ وسطوتِ حرفِ حضور ﷺ کی محبت اور غلامی میں



بے ادبوں کی پہچان



ذکرِ رسولِ اکرم ﷺ اور اقبال رحمۃ اللہ علیہ



موجودہ فرقہ واریت کے اسباب و محرکات

حضور مفکرِ اسلام کی چونکا دینے والی تحریر

اقبال تیرے دیس کا حال کیا سناؤں

حمد و نعت

مرجع ہستی خدائے پاک ہے
مرکزِ گیتی شہِ لولاک ہے

خوف ہے جس کو خدائے پاک کا
دہر کے ہر خوف سے وہ پاک ہے

جو غلام مصطفےٰ ہے دوستو
بالیقیں آزاد ہے، بے باک ہے

آقا تملیکِ ملیک الملک سے
شاہِ کوثر ، مالک افلاک ہے

وحدہ تو وحدہ ہے بالیقیں
عبدہ بھی برتر از ادراک ہے

گونج تحت و فوق حمد و نعت کی
فرش ہے یا گنبدِ افلاک ہے

یا نبی صدقے تری تکبیر کے
آج بھی تاک یقیں نمناک ہے

ذکر کر اللہ کا سرکار کا
زہر غم کا اک یہی تریاک ہے

کیمیائے جاں ہے عشق مصطفےٰ
باقی سب دنیا خس و خشاک ہے

عشق ہے جو ہے [illegible]
عقل ہے جس کا گریباں چاک ہے

کس کا صدقہ ہے، [illegible]
محرم اسرار مشت خاک ہے

رحمۃ للعلمین [illegible]
فتنہ پرور ، مفسد و سفاک ہے

کہتا ہے تو [illegible] کو
واقعی ظالم بڑا چالاک ہے

خود سا سمجھے جو خدا کے نور کو
دین کی اس کو سمجھ کیا خاک ہے

غیر ہیں مکار اپنے بے خبر
دین کی حالت پہ دل غمناک ہے

لکھنے سے پہلے پہنچ جاتا ہے خط
عشق والوں کی بھی کیسی ڈاک ہے

نقشِ لاثانی ادھر بھی اک نظر
آسی ترا بستہ فتراک ہے

(حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی)

غلبۂ دین حق کی عظیم تحریک شیرانِ اسلام کا ترجمان

ماہنامہ الحقیقہ پاکستان

مجلہ

شوال المکرم ۱۴۲۷ھ نومبر 2006ء جلد نمبر 7 شمارہ نمبر 2

فہرست

زر تعاون

پاکستان فی پرچہ -/15 روپے سالانہ

بذریعہ ڈاک -/150 فی پرچہ سالانہ چندہ

یورپ	1 پونڈ	10 پونڈ
یو ایس اے	1.5 ڈالر	15 ڈالر
عرب ممالک	3 ریال	30 ریال

رابطہ: صوفی محمد آصف نقشبندی
0542-451737

پبلشر: محمد عطاء الحق نے ... پریس ... سے چھپوا کر مرکزی دفتر مجلہ الحقیقہ ... شکر گڑھ فون 0542-451734 نارووال سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ

یونس ۶۲

ترجمہ: سن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

اقبال تیرے دیس کا کیا حال سناؤں

مدیر مسئول کے قلم سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علامہ محمد اقبال علیہ الرحمہ بیسویں صدی کی ایک عظیم شخصیت گزری ہے۔ جو دیکھنے میں بظاہر صرف ایک فرد ہیں لیکن آپ نے جو کام سرانجام دیا یعنی جو سعادت آپ کے حصے میں آئی شاید بڑی بڑی تحریکوں اور جماعتوں میں نہیں آئی۔ ان کی سوچ آسمان کی بلندیوں کو چھوتی اور حالات پر گہری نظر رکھتے تھے، سرزمین ہند کو جس طرح حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ، اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہم الرحمہ پر ناز ہے، اسی طرح قیامت تک وہ حضرت اقبال پر بھی ناز کرتی رہے گی کیونکہ اقبال جیسے لوگوں نے اس کی گود میں جنم لیا ہے، حضرت اقبال کی نثر و شاعری بے مثال ہے، علامہ اقبال وہ شخصیت ہیں جو دیار فرنگ میں بھی رہ کر اپنی تہذیب و تمدن کو نہ بھولے بلکہ تہذیب مغرب پر کڑی تنقید کی۔

پاکستانی قوم اگر علامہ اقبال کی فکر سے پوری طرح آگاہ ہو جائے، اس کو اپنا لے تو بش جیسے لعینوں کو اس پاک سرزمین میں بھی دیکھنے کی جرأت نہ ہو، پتھر صرف ان کا رستہ روکتے ہیں جو انہیں بت سمجھ کر چومتے، پوجتے اور پیچھے ہٹ جاتے ہیں جو سنگ رہ کو ٹھوکر مارتا چلا جاتا ہو اسے کوئی سومنات بھی نہیں روک سکتا

لوگ ارادے باندھ کے جب بھی چل پڑتے ہیں ۔۔۔ رستے آپ سکڑتے جاتے ہیں ویرے ادھیرے

احساس ہی مردہ ہو تو کیا کوئی جگائے ۔۔۔ زندہ ہو تو چیونٹی بھی الجھتی ہے ہوا سے

حضرت اقبال فرماتے ہیں

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں ۔۔۔ نظر آتی ہے اس کو اپنی منزل آسمانوں میں

حضرت اقبال علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ کسی منزل پر پہنچنے کیلئے یقین پیہم کا ہونا بہت ضروری ہے۔

کہاں ہے تہذیب حاضر کے گرفتار ۔۔۔ غلامی سے بتر ہے بے یقینی

ایک اور جگہ فرماتے ہیں

یقین محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم ۔۔۔ جہاد زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

مرد مومن اس کا مقام یوں سمجھاتے ہیں

تجھے پیارے بلاتے ہیں اور تو دنیا کے ہنگامہ ہائے حرص و آز میں ایسا گم ہے کہ انہیں کی صدائے رحمت کو تیرے کان نہیں سن سکتے، اس کے برعکس دشمن تیرے پاس تیری تھوڑی سی پونجی کو بھی برداشت نہیں کرتے اور دن رات اسے لوٹنے کی فکر میں منصوبے بندی کرتے رہتے ہیں تو انہیں سے مانگتا ہے اور انہیں سے مانگنے کو سعادت و کامرانی سمجھتا ہے۔ حقیقت کیا ہے اور تیری سوچ اس سے کتنی دور ہے کاش تو اپنے نبی علیہ التحیۃ والثنا سے اتنا دور اور اتنا بے پرواہ نہ ہوتا، کاش دشمنوں سے عزت مانگ کر اتنا ذلیل نہ ہوتا، کاش ان کی ہاں میں ہاں ملا کر خود ان کی نظر میں ایسا بے آبرو نہ ہوتا۔

اے نبی رحمت (ﷺ) کے غلام، تجھے حق کا علمبردار ہونا تھا۔ تجھے ظالموں کے مقابلے میں مظلوموں کا ساتھ دینا تھا۔ تجھے دہشت گردوں کے ہاتھوں مضطرب انسانیت کی نجات کا وسیلہ بننا تھا۔ تجھے نوع انسان کے حقوق غصب کرنے والوں کو للکارنا تھا، تجھے امن و امان کے دشمنوں سے نبرد آزما ہونا تھا۔ ارے او اپنے آپ کو نہ پہچاننے والے مسلمان تو تو اپنے اللہ کا سپاہی اور روئے زمین کے باسیوں کے لئے اس کے نبی رحمت ﷺ کا پیغام رحمت ہے مگر افسوس تو نے خود کو پہچانا ہی نہیں، بقول حکیم الامت

تو مرد میداں ، تو میر لشکر	نوری، حضوری، تیرے سپاہی
کچھ قدر اپنی تو نے نہ جانی	یہ بے سوادی ، یہ کم نگاہی

خدا و رسول ﷺ کے دشمن، دین حق کے دشمن، تیری عزت و آبرو اور ہر نعمت و برکت کے دشمن (بلکہ خود اپنے دشمن) ہر طرف دندناتے پھر رہے ہیں، وہ منہ پر تجھے گالیاں دیتے ہیں، تیرے دین کا مذاق اڑاتے ہیں، قرآن پاک کی بدترین توہین کرتے ہیں، ایسے ایسے ظلم ایجاد کرتے ہیں کہ خود شیطان بھی پناہ مانگے، ساری دنیا میں سب سے بڑے دہشت گرد ہونے کے باوجود مظلوم و مقہور مسلمانوں کو دہشتگرد کہتے ہیں اور تو ہے کہ بے سوچے سمجھے ان کی زبان ناحق ترجمان پر ایمان بالغیب رکھتا ہے۔ وہ جرائم کا ارتکاب کر کے اقرار نہیں کرتے اور تو اتنا دہشت زدہ ہے کہ ارتکاب نہ کر کے بھی (نا کردہ) جرائم کا اقرار کرتا جاتا ہے۔ چہ جائیکہ ظلم و ستم کے مکروہ ترین مجسموں سے برأت کا اظہار کرتا، اعدا کے مقابلے میں پاؤں پر کھڑا ہوتا، اپنی قوم کو متحد و منظم کر کے اسے جذبہ جہاد سے سرشار کرتا اور دشمنوں کو پسپا کرتا یا کم از کم ان سے صلح و دوستی کا دم نہ بھرتا تو نے الٹا ان کی خوشامد شروع کر دی، ان کی دہشت گردی کو برداشت کیا بلکہ اسے حق بجانب قرار دیا۔"

دشمن اس حد تک دلیر ہو چکے ہیں کہ کھلم کھلا بھونکتے پھرتے ہیں کہیں پردے کے متعلق بکواسات سامنے آ رہی ہیں۔ اپنے ہی ملک میں بے دردی کے ساتھ خون کی ندیاں کیوں بہائی جا رہی ہیں۔ یہ کس کو خوش کرنے کیلئے، کس کو سلامی دی جا رہی ہے، یہ دہشت گردی کو ختم کرنے کا کون سا طریقہ ہے، تم پر امریکہ کا دباؤ ہے، تو جو جی چاہے کر لو، امریکہ تمہاری بہتر کارکردگی دیکھ کر تمہیں مزید نوازے گا، لیکن تم نے قرآن پاک کا فیصلہ نہیں سنا، ولن ترضی عنک الیھود ولا النصاری ﴿ ہر گز تم سے یہود اور نصاری راضی نہیں ہوں گے ﴾، ہم پر اللہ اور اس کے رسول کا احسان ہے اور ہم اس کے حکم سے سرتابی نہیں کریں گے، انشاء اللہ

حکمران خود بھی امریکہ کے نظریاتی و فکری غلام ہیں اور پاکستان کے باسیوں کو بھی اس نحوست میں مبتلا کرنے کے درپے ہیں، چنانچہ وہ کونسی ایسی ناپاک جسارتیں اور خرافات ہیں جو دیکھنے میں نہیں آ رہیں جو اس پاک سرزمین میں سرزنش کی جا رہی ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ آج ایک طرف تو یہاں سے بھلائی اور برائی کا امتیاز مٹ گیا ہے اور ننگی منہ چھپائے پھر رہی ہے، اخلاقیات کا جنازہ نکل چکا ہے، دوسری طرف حکومت کی اسمبلیوں میں وہ لوگ جلوہ فگن ہیں جو اسلامی انقلاب سے نا آشنا اور اس کے قوانین و ضوابط لاگو کرنے سے عاری ہیں، طلبہ جو قوم کا قیمتی سرمایہ ہوتا ہے، عریانی و فحاشی کے امڈتے ہوئے سیلاب میں بہہ رہا ہے۔ کیا اقبال علیہ الرحمہ ایسا ہی پاکستان چاہتے تھے، نہیں ہر گز نہیں، یہ اسلام سے بغاوت کی انتہا ہے، جس طرح دنیا میں بڑے بڑے فرعون و نمرود آئے آخر کار مٹ گئے، انشاء اللہ ان کے نقش قدم پر چلنے والے بھی عنقریب مٹنے والے ہیں اسلام کا جھنڈا ہی چمکے گا، دشمن ذلیل و خوار ہوں گے، امریکہ تو تباہی کے دھانے پر بالکل کھڑا ہے اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب لبیب ﷺ کے صدقے امت مسلمہ کو پھر سے منظم و متحد کر دے اور وہی نظام لوٹ آئے جو آج سے چودہ سو سال پہلے تھا۔

درس قرآن

قسط نمبر 2

تسمیہ کے تفسیری نکات

حضور فخر الاسلام پروفیسر محمد حسین آسی علیہ الرحمہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع (کرتا ہوں) جو بہت مہربان، نہایت رحم والا (ہے)

تفسیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قرآن پاک کی مستقل آیت ہے مگر کسی سورت کا جزو نہیں حرب ابتداء کے لئے ہے۔ لہذا ترجمہ وہی ہے جو اوپر ذکر ہوا۔ اب اگر خدا کی طرف سے ہو تو مقصود ہو گا۔ اللہ کے نام سے (اے بندے) شروع کر جو رحمٰن و رحیم ہے اور بندے کی طرف سے ہو تو اوپر کا ترجمہ یعنی شروع کرتا ہوں ــــ الخ

کفار عرب اپنے کام بتوں کا نام لے کر شروع کرتے تھے مثلاً کہتے تھے بِسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰی (یعنی لات و عزیٰ کے نام سے شروع) مسلمانوں کو اس قسم کے شرکیہ جملوں سے روکا گیا۔ اور رب رحمٰن ورحیم کے نام سے کام شروع کرنے کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ حدیث پاک میں حضور پر نور ﷺ نے فرمایا

"جو کام بِسْمِ اللّٰہِ پڑھے بغیر شروع کیا جائے وہ دم بریدہ اور ناقص رہ جاتا ہے، جو کام بسم اللہ کے بغیر شروع کیا جائے نا تمام رہ جاتا ہے، جس کام کا آغاز ذکر خدا کے بغیر ہو گا، اس کا انجام خیر نہیں ہو گا۔ (مجمع ابی عوانہ وغیرہ)

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوا

"اے مسلمان دروازہ بند کرے تو اللہ کا نام لے دیا بجھائے تو اللہ کا نام لے، اپنے برتن ڈھانپے تو اللہ کا نام لے اور اپنی مشک کا منہ باندھے تو اللہ کا نام لے" (تفسیر قرطبی)

اللہ خالق و مالک حقیقی کا ذاتی نام ہے، بعض کے نزدیک یہ جامد ہے یعنی کسی لفظ سے نکلا نہیں اور زیادہ صحیح یہی بات ہے بعض کے نزدیک لفظ اللہ مشتق ہے۔ مشتق کہنے والے اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکے کہ کس لفظ سے نکلا ہے صرف چند آراء ملاحظہ فرمایئے۔

☆ ــــ الہ (یعنی سکون، چین، قرار) سے نکلا، گویا اللہ وہ ذات ہے جس کے ذکر سے سب کو چین و سکون آئے۔

☆ ــــ ولہ (یعنی حیرانی) سے گویا اللہ وہ ذات پاک ہے، جس کی ذات وصفات میں ساری مخلوق حیران ہے بحرو مین جہالت کی ظلمات میں گم ہیں اور واصلین تجلیات نورانی میں۔

☆ ــــ لاہ، (بلندی) سے یعنی اللہ وہ ذات پاک ہے جو تمام ممکنات سے بلند و بالا ہے۔

الرحمٰن اور رحیم دونوں رحم سے مشتق ہیں اور رحم کا معنی ہے دل کا نرم ہونا مہربان ہونا۔ اللہ تعالیٰ چونکہ دل سے پاک ہے لہذا یہاں معنی کیا جائے گا فضل و احسان فرمانے والا، اگر چہ دونوں کا مادہ اشتقاق ایک ہی ہے (یعنی رحم) پھر بھی معانی میں کچھ فرق بھی ہے مثلاً رحمٰن کا معنی ہے، سب پر عام رحم فرمانے والا اور رحیم کے معنی ہیں خاص خاص پر رحم فرمانے والا۔ ہوا، روشنی سب کو عطا فرمائی، یہ اس کی رحمانیت کی جلوہ گری ہے مگر حکومت، دولت، ولایت اور نبوت خاص خاص کو عطا فرمائے۔ یہ شان رحیمی کا ظہور ہے۔ (اور بھی فرق بیان کئے گئے ہیں)

علماء فرماتے ہیں حق تعالیٰ نے بسم اللہ میں اپنے اسم ذات کے ساتھ رحمت کی دو صفتوں کو بیان فرمایا، اس لئے کہ اللہ کے نام میں

اَلتَّقْوٰی مِنْکُمْ (الحج۔آیت:۳۷)

ترجمہ: نہیں پہنچتے اللہ تعالیٰ کو ان کے گوشت اور نہ ان کے خون البتہ پہنچتا ہے اس کے حضور تقویٰ تمہاری طرف سے (یعنی خلوص نیت)

اب چند روایات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک سے لوٹے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "ہمارے پیچھے مدینہ طیبہ میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ ہم جس گھاٹی سے گزرے یا جس وادی کو بھی عبور کیا، وہ ہمارے ساتھ تھے۔ انہیں عذر نے ہمارے ساتھ نہ آنے دیا (بخاری)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق حضور ﷺ نے فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى اَجْسَامِكُمْ وَلَا اِلٰى صُوَرِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ (مسلم)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نہ تمہارے جسموں کو دیکھتا ہے اور نہ تمہاری صورتوں کو، بلکہ وہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے

۳۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا ایک شخص بہادری دکھانے کے لئے جنگ کرتا ہے، ایک حمیت و غیرت دکھانے کے لئے لڑتا ہے اور ایک محض دکھاوے کی خاطر قتال کرتا ہے، ان میں سے اللہ کی راہ میں کون لڑ رہا ہے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا "مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" (بخاری مسلم) ترجمہ: جو اس لئے لڑتا ہے کہ اللہ کا کلمہ (یعنی دین) سربلند ہو اسی کی جنگ اللہ کی راہ میں ہے۔

۴۔ حضرت ابو بکرہ نفیع بن حارث ثقفیؓ راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا، جب دو مسلمان اپنی تلواروں سے ایک دوسرے کا مقابلہ کریں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں جائیں گے، میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ! قاتل کا دوزخ میں جانا سمجھ میں آتا ہے۔ لیکن مقتول کے لئے حکم کیے؟ فرمایا وہ بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنا چاہتا تھا (بخاری و مسلم)

نعت شریف

وہ یقیں رکھیں جنہوں نے بھی پکارا ان کو
ہونے والا ہے کوئی خاص اشارا ان کو

گیسوئے زیست تھے کسقدر پریشاں لیکن
شانۂ رحمت سرور نے سنوارا ان کو

کیسے گرداب ہلاکت میں پھنسے تھے انساں
اور کس شان سے آقا نے ابھارا ان کو

آدمیت کے جو جوہر تھے ودیعت حق سے
میرے سرکار کے جلووں نے نکھارا ان کو

اب بھی ابنائے بشر سخت پریشاں ہیں شہا
اب بھی درکار ہے رحمت کا سہارا ان کو

آج بھی آپ کے انوار ہی کام آئیں گے
ورنہ لے ڈوبے گا ظلمات کا دھارا ان کو

آہ تہذیب کے تاریک ڈراؤنے سائے
آہ آوارگئ فکر نے مارا ان کو

میرے مولا نے تو غیروں کے بھی غم دور کیے
میرا دکھ درد بھی معلوم ہے سارا ان کو

میرے آقا نے کوئی بات نہ موڑی میری
میں نے جب درد بھرے دل سے پکارا ان کو

آج تک تیرے کرم پہ جو پلے ہیں آسی
چھوڑ دیجے نہ کبھی شاہا خدارا ان کو

﴿حضور مفکر اسلام﴾

موجودہ فرقہ واریت

(کے اسباب و محرکات)

قسط نمبر 1

پروفیسر محمد حسین آسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ بات سخت ہولناک ہے کہ آج تمام عالم کفر، اسلام اور اہل اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے بیتاب ہے۔ مشرک و ملحد، یہود و ہنود سب کو اپنے مذہب کی ترقی یا پھر باہمی اختلافات کی طرف کوئی توجہ نہیں، دھن ہے تو آخری امت کو تباہ کرنے کی اور پروگرام ہے تو ملت توحید کو نیست و نابود کرنے کا (معاذ اللہ) مگر اس سے بھی زیادہ ہولناک بات یہ ہے کہ فرزندان اسلام اس مہلک منصوبے سے بے خبر ہیں یا کم از کم غافل۔ کتنے تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ کثرت پرست تو وحدت کی طرف آ رہے ہیں اور توحید کے علمبردار انتشار کا شکار ہیں۔ پھر یہ انتشار اور اختلاف کسی مخلصانہ علمی تحقیقات کا نتیجہ نہیں بلکہ اس میں بھی زیادہ تر غیروں کی منصوبہ بندی کا عمل دخل ہے۔ اگر حنفی، شافعی اختلافات کی طرح محض علمی و فقہی اختلافات ہوتے تو یقیناً باعث رحمت ہوتے جیسا کہ حدیث پاک سے ثابت ہے (اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ یعنی میری امت کا اختلاف رحمت ہے) مگر یہاں تو بات بات پر ایک دوسرے کو کافر و مشرک کہا جا رہا ہے اور آپس میں سخت قسم کی منافرت پائی جاتی ہے۔

اگرچہ اختلافات کی موجودہ صورت حال کچھ زیادہ ہی پریشان کن ہے تاہم ان کا آغاز اسلام کے ابتدائی دور ہی سے ہو گیا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے رافضیت اور خارجیت کی داغ بیل پڑ چکی تھی۔ پھر قدریہ، جبریہ اور معتزلہ وغیرہم پہلی ایک دو صدیوں میں سر اٹھا چکے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ مختلف افکار و نظریات کا یہ سیلاب خلاف توقع بھی نہیں تھا۔ اس سب کچھ کی پیشگوئی حضور ہادی کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات نے بڑی وضاحت سے فرما دی تھی۔ اب بھی جو کچھ ہو رہا ہے حضور پر نور ﷺ کی نگاہ حق بین سے پوشیدہ نہیں تھا (اور نہیں ہے) چنانچہ قدیم و جدید فتنوں کا ذکر بھی احادیث میں موجود ہے اور راہ حق کی جو نشاندہی کی گئی ہے اس کی روشنی میں منزل کی پہچان بھی قطعاً مشکل نہیں رہی۔ مختصر یہ کہ امت کا مختلف فرقوں میں تقسیم ہونا ایک اٹل حقیقت ہے جسے ہم اپنی نیک خواہشات سے ٹال نہیں سکتے، ہاں دیکھنا یہ ہے کہ اپنی حد تک اس سے محفوظ رہنے کی کیا صورت ہے۔ اس بارے میں امت کے والی حضور خواجہ کونین ﷺ نے اپنے غلاموں کو تاکید فرمائی ہے کہ بڑے گروہ کی پیروی کرو، میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی سے تھامے رہو اور جماعت و عوام سے الگ نہ ہو۔ ایسی چند احادیث کتاب انوار لاثانی میں حضور شاہ لاثانی کے مذہبی تفاؤل کے زیر عنوان باحوالہ ملاحظہ فرمائیے۔ گویا امت کے تہتر فرقوں میں جو گروہ حق پر ہے وہ اہل سنت و جماعت کا ہے۔ بدعتی اور مفسد و انتشار پسند وہ ہیں جو اہل سنت و جماعت کے خلاف ہیں (کیونکہ بدعت سنت کی اور انتشار جماعت کی ضد ہے) چنانچہ خارجی، رافضی، قدری، جبری، معتزلہ وغیرہم نے سنت و جماعت کی بجائے بدعت و انتشار کا راستہ اختیار کیا لہٰذا وہ گمراہ ہو گئے۔

یہ بات کہ بدعت و ضلالت اور انتشار و افتراق سے بچنے کی صورت یہی ہے کہ اہل سنت و جماعت کا دامن مضبوطی سے تھاما جائے۔ احادیث شریفہ کی روشنی میں بالکل واضح ہے جیسا کہ اوپر گزرا۔ اس فیصلۂ نبوی کے پیش نظر امت کا سب سے بڑا گروہ ہمیشہ اہل سنت و جماعت ہی سے وابستہ رہا اور یہ اس کی حقانیت کی مزید دلیل بھی بن گیا ہے (کیونکہ

موجودہ فرقہ واریت

قسط نمبر 1

(کے اسباب و محرکات)

حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسی مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ بات سخت ہولناک ہے کہ آج تمام عالم کفر، اسلام اور اہل اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے بیتاب ہے۔ مشرک، ملحد، یہود و ہنود سب کو اپنے اپنے مذہب کی ترقی یا پھر باہمی اختلافات کی طرف کوئی توجہ نہیں، دھن ہے تو آخری امت کو تباہ کرنے کی اور پروگرام ہے تو ملت توحید کو نیست و نابود کرنے کا (معاذ اللہ) مگر اس سے بھی زیادہ ہولناک بات یہ ہے کہ فرزندان اسلام اس مہلک منصوبے سے بے خبر ہیں یا کم از کم غافل۔ کتنے تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ کثرت پرست تو وحدت کی طرف آ رہے ہیں اور توحید کے علمبردار انتشار کا شکار ہیں۔ پھر یہ انتشار اور اختلاف کسی مخلصانہ علمی تحقیقات کا نتیجہ نہیں بلکہ اس میں بھی زیادہ تر غیروں کی منصوبہ بندی کا عمل دخل ہے۔ اگر حنفی، شافعی اختلافات کی طرح محض علمی و فقہی اختلافات ہوتے تو یقیناً باعث رحمت ہوتے جیسا کہ حدیث پاک سے ثابت ہے (اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ) یعنی میری امت کا اختلاف رحمت ہے) مگر یہاں تو بات بات پر ایک دوسرے کو کافر و مشرک کہا جا رہا ہے اور آپس میں سخت قسم کی منافرت پائی جاتی ہے۔

اگر چہ اختلافات کی موجودہ صورت حال کچھ زیادہ ہی پریشان کن ہے تاہم ان کا آغاز اسلام کے ابتدائی دور ہی سے ہو گیا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے رافضیت اور خارجیت کی داغ بیل پڑ چکی تھی۔ پھر قدریہ، جبریہ اور معتزلہ وغیرہم پہلی ایک دو صدیوں میں سر اٹھا چکے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ مختلف افکار و نظریات کا یہ سیلاب خلاف توقع بھی نہیں تھا۔ اس سب کچھ کی پیشگوئی حضور ہادی کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات نے بڑی وضاحت سے فرما دی تھی۔ اب بھی جو کچھ ہو رہا ہے حضور پر نور ﷺ کی نگاہ حق بین سے پوشیدہ نہیں تھا (اور نہیں ہے) چنانچہ قدیم و جدید فتنوں کا ذکر بھی احادیث میں موجود ہے اور راہ حق کی جو نشاندہی کی گئی ہے اس کی روشنی میں منزل کی پہچان بھی قطعاً مشکل نہیں رہی۔ مختصر یہ کہ امت کا مختلف فرقوں میں تقسیم ہونا ایک اٹل حقیقت ہے جسے ہم اپنی نیک خواہشات سے ٹال نہیں سکتے۔ یہاں دیکھنا یہ ہے کہ اپنی حد تک اس سے محفوظ رہنے کی کیا صورت ہے۔ اس بارے میں امت کے والی حضور خواجہ کونین ﷺ نے اپنے غلاموں کو تاکید فرما دی ہے کہ بڑے گروہ کی پیروی کرو، میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی سے تھامے رہو اور جماعت و عوام سے الگ نہ ہونا۔ ایسی چند احادیث کتاب انوار لاثانی میں حضور شاہ لاثانی کے مذہبی تعامل کے زیر عنوان با حوالہ ملاحظہ فرمایئے۔ گویا امت کے تہتر فرقوں میں جو گروہ حق پر ہے وہ اہل سنت و جماعت کا ہے۔ بدعتی اور مفسد و انتشار پسند وہ ہیں جو اہل سنت و جماعت کے خلاف ہیں (کیونکہ بدعت سنت کی اور انتشار جماعت کی ضد ہے) چنانچہ خارجی، رافضی، قدری، جبری، معتزلہ وغیرہم نے سنت و جماعت کی بجائے بدعت و انتشار کا راستہ اختیار کیا لہٰذا وہ گمراہ ہو گئے۔

یہ بات کہ بدعت و ضلالت اور انتشار و افتراق سے بچنے کی صورت یہی ہے کہ اہل سنت و جماعت کا دامن مضبوطی سے تھاما جائے۔ احادیث شریفہ کی روشنی میں بالکل واضح ہے جیسا کہ اوپر گزرا۔ اس فیصلۂ نبوی کے پیش نظر امت کا سب سے بڑا گروہ ہمیشہ اہل سنت و جماعت ہی سے وابستہ رہا اور یہ اس کی حقانیت کی مزید دلیل بھی بن گیا ہے (کیونکہ

بڑے گروہ کی پیروی کا حکم بھی احادیث مقدسہ سے ثابت ہے)

اب ذرا دیکھیے ملت اسلام کے ان چند اکابر کے نام جنہوں نے وضاحت سے اہل سنت وجماعت ہی کو ناجی گروہ تسلیم کیا ہے۔

صحابہ کرام اور اولین اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے علاوہ چاروں ائمہ فقہ اور سب مجتہدین اہل سنت، ائمہ اہل بیت، صحاح ستہ اور دیگر کتب حدیث کے مصنفین، قرآن پاک کے قدیم وجدید اکثر مفسرین، حضور سیدنا غوث اعظم، حضرت داتا گنج بخش اور حضرت مجدد الف ثانی کے علاوہ بھی سب سلاسل کے اولیاء کرام، حضرت نور الدین زنگی، فاتح بیت المقدس حضرت صلاح الدین ایوبی، الپ ارسلان اور محمود غزنوی جیسے فاتحین۔ تقریباً تمام سلاطین ہند بلکہ عظیم فرمانروایان اسلام امام غزالی، مولانا رومی اور فخر الدین رازی جیسے حکمائے اسلام امام بوصیریؒ شیخ سعدی، خواجہ حافظ اور حضرت اقبال جیسے شعرائے اسلام ملا عبدالحکیم سیالکوٹی، حضرت شاہ عبدالرحیم، شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز جیسے دور آخر کے محدثین اور زعمائے ملت' مولانا فضل حق خیر آبادی اور مولانا فضل رسول بدایونی اور حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب بریلوی جیسے مجاہدین جنگ آزادی۔

اسلام کی تاریخ اہل سنت کی تاریخ ہے

غرض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور مبارک سے آج تک جس گروہ میں سب اکابر ملت شامل رہے ہیں وہ اہل سنت وجماعت ہے۔ یہ نام اہل حق کی پہچان بن گیا اور جب نئے فکری فتنوں اور مذہبی فرقوں کے رونما ہونے کے وقت اسی کو اسلام کی اصلی اور حقیقی تعبیر سمجھا گیا چنانچہ ائمہ مجتہدین ہوں یا اکابر محدثین، فقہائے ملت ہوں یا صوفیہ امت، سلاطین کشور کشا ہوں یا غازیان صف آرا۔ ان میں ایک بھی ایسا نہیں جو سنی نہ ہو۔ ان بزرگوں نے علمی تحقیقات کی طرف توجہ دی تو کتاب وسنت کو اپنا محور بنایا، تصوف وطریقت کو اپنایا تو قرآنی تزکیہ وتجلی کا نمونہ بن گئے، فقہ واجتہاد کا رخ کیا تو ایک ایک آیت وروایت سے سینکڑوں ہزاروں مسائل اخذ کیے، سریر آرائے خلافت ہوئے تو اسلامی نظام عدل کے سکے جما دیے، تبلیغ واشاعت دین کو مقصد حیات بنایا تو ایک ایک نے سینکڑوں ہزاروں کو حلقہ بگوش اسلام کیا، خدا کے نام پر جان قربان کرنے کا وقت آیا تو اس اعزاز سے بھی اہل سنت ہی نوازے گئے۔ تاریخ کی ورق گردانی کیجیے۔ مشرکوں اور کافروں کے ساتھ لڑائیاں ہمیشہ سواد اعظم نے کیں۔ خارجیوں اور رافضیوں اور دوسرے تکفیری فرقوں نے کون سا قلعہ فتح کیا، کس ملک کو کفار سے چھینا اور کس سرزمین میں اسلام کا جھنڈا گاڑا۔ ہاں ان کی مخالفت ہمیشہ اہل سنت ہی سے رہی۔ انہوں نے خون بہایا تو اہل سنت کا، انہوں نے یلغار کی تو اہل سنت کے علاقے پر۔ مثلاً ایران سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فتح ہوا۔ سینکڑوں سال اس پر سنیوں کی حکومت رہی مگر کسی کو مذہبی آزادی سے محروم نہ کیا گیا، محض شیعہ ہونے کی بنا پر کسی ایک شخص کا سر بھی قلم نہ کیا گیا۔ رافضیوں کی حکومت آئی تو اہل سنت کا قتل عام ہوا۔ یونہی عرب شریف میں صدیوں اہل سنت حرمین شریفین کی خدمت پر مامور رہے۔ وہابیوں نے انگریزوں سے شرمناک حد تک غلامانہ معاہدہ کر کے یہاں قبضہ کیا تو مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور طائف جیسے مقدس شہروں میں خون کے دریا بہا دیے۔ توحید کا دعویٰ، مشرکوں کی غلامی، اہل ایمان کا قتل عام، یہ ہیں نجدیت کے تین عنوان۔ کیا ہی بجا فرمایا تھا ساری کائنات میں سب سے سچے ہادی نے (ﷺ):

يَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔

حب رسول ﷺ اور ایمان:

ایمان کا دار ومدار حضور پر نور ﷺ کی محبت پر ہے۔ بقول حضرت اقبال بھی قرآن پاک کا مغز، ایمان کی جان اور دین کی روح ہے۔ اس کے بغیر توحید وتفرید، عبادت وریاضت اور شرع اور ورع سب بے معنی ہیں۔ کفر واسلام کے درمیان حد فاصل اور حق وباطل کے مابین وجہ امتیاز محض محبت رسول ﷺ ہی ہے۔ یہ بات آیات وروایات ہی سے ثابت نہیں' خود ہر مسلمان کی فطرت ایمان بھی اس پر گواہ ہے۔ جس کو عیسیٰ علیہ السلام سے بغض ہو وہ عیسائی نہیں ہو سکتا، جو موسیٰ علیہ السلام کے خلاف ہرزہ سرائی کرتا ہے اسے یہودی تسلیم نہیں کیا جاتا۔ بچے آپ جماعت اسلامی کا کوئی فرد مولانا مودودی کی محبت وادب سے خالی نہیں اور اگر خالی ہے تو جماعت اسلامی میں شمولیت کیوں اختیار کرے گا۔ اگر کوئی شخص مولانا مودودی کے افکار ونظریات پر تنقید کرتا ہے تو لامحالہ جماعت اسلامی والے اسے برداشت نہیں کریں گے بلکہ خود مولانا

مودودی بھی اسے محض اختلاف رائے کی بنا پر جماعت سے باہر نکال دیتے تھے۔ آج بھی نوائے وقت کے اداریے کی ایک دو سطریں مولانا کے خلاف ہوں تو پوری جماعت (اسلامی) متحرک ہو جاتی ہے اور جو بی مخالفین کا ناطقہ بند ہو جاتا ہے۔ یہی حال علمائے دیوبند سے عقیدت و محبت رکھنے والوں کا ہے۔ دراصل یہ ہے کہ جب علماء و سیاسی لیڈروں سے دلی محبت انسان کو اتنا مجبور یا رخود رفتہ بنا دیتی ہے تو محسن محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انسان کو شرک و کفر کی ظلمات سے نکال، اور ہمارا سے محبت دلی ایمان و یقین سے مالا مال کیا، قرآن کریم جیسا دستور حیات دیا، حیوانات سے انسانیت تک پہنچایا۔ اس کی محبت و تعظیم کا کیا عالم ہونا چاہئے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس نور رسول ﷺ کا اولین تقاضا یہی ہے کہ ان کو بے مثل فضائل و کمالات سے آراستہ مانا جائے، ان کی نسبت خدا کی محبت اور ان کے ادب و تعظیم کا درس سمجھا جائے۔ ان کے عشق سے سرشار ہو کر خدا کی عبادت کریں گے تو عبادت ہوگی ورنہ منافقت۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور منافقین علیہم اللعنۃ میں ظاہری فرق کیا تھا، دونوں کلمہ گو، دونوں ظاہراً نمازی، روزہ دار، حاجی و مجاہد تھے مگر پھر بھی جزو ثواب میں بالکل برعکس۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب جنتی اور منافق سب کے سب دوزخی۔ پہلے گروہ کے بارے میں قرآن پاک کا اعلان ہے

وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ط (الحدید ۱۰)

ترجمہ: اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا۔

اور دوسرے گروہ کے بارے میں اعلان ہے

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا (النساء ۱۴۵)

ترجمہ: بیشک منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہیں اور تو ہرگز ان کا کوئی مددگار نہیں پائے گا۔

تو پھر فرق کیا ہوا؟ نماز و روزہ نہیں بلکہ محبت و ادب رسول ﷺ ہے۔ حضور پر نور ﷺ کی تعظیم میں دونوں گروہوں نے نمازیں ادا کرنے کے باوجود ایک کا رویہ عاشقانہ و نیازمندانہ تھا اور دوسرے گروہ کا معاندانہ و باغیانہ تھا۔ مثلاً آپ ﷺ کے علم کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تکیہ کلام تھا

اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ (تقریباً ۱۱ بار صرف بخاری شریف میں ہے)

اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

اور دوسرا گروہ آپس میں یوں تبصرہ کرتا تھا۔ مثلاً غزوہ تبوک کے موقعے پر

مَا يُدْرِيْهِ بِالْغَيْبِ (تفسیر در منثور ج ۳)

ترجمہ: اسے غیب کا کیا پتا!

صحابہ کرام اور منافقین کے طرز فکر کا یہی فرق حضور پر نور علیہ السلام کے دوسرے کمالات کے سلسلے میں بھی تھا۔ مثلاً صحابہ کرام اجتماعی و انفرادی حاجات بھی حضور پر نور ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں پیش کرتے، بارش نہیں ہوتی تو حضور ﷺ سے فریاد کرتے ہیں، قحط سالی اور مہنگائی کا خطرہ ہے تو رحمۃ للعالمین سے التجا ہے، حافظہ کمزور ہے، آنکھ کا ڈھیلا باہر نکل آیا ہے، دشمن سے تلوار ٹوٹ گئی ہے، قرض خواہ پریشان کر رہے ہیں، غرض کوئی دکھ ہو حضور سراپا نور ﷺ ہی سے فریاد، کیوں کہ وہ انہیں دل سے اللہ کا رسول اس کی رحمتوں کا نمائندہ، اس کی بارگاہ جلال کا بہترین وسیلہ مانتے تھے مگر منافقوں کا یہ حال نہیں تھا۔ وہ کبھی حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش نہیں ہوئے تھے۔ سچ یہ ہے کہ تمام دور کے باوجود بغض رسول میں کفار مکہ سے بھی چند قدم آگے ہے کون نہیں جانتا کہ بدترین دشمن بھی آپ کو الامین اور الصادق کہا کرتے تھے مگر منافقین کی فطرت اس حد تک مسخ ہو چکی تھی کہ سورج سے زیادہ روشن سیرت نبوی میں بھی ان کے لئے کوئی کشش اور دلی اعتراف کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ کون نہیں جانتا ایک بار مکہ معظمہ میں قحط پڑا اور اس سے بچنے کی کوئی تدبیر نہ سوجھی تو آخر کار ابوسفیان حالت کفر کے باوجود اپنی قوم کا نمائندہ بن کر فریاد کرنے کے لئے مدینہ منورہ میں بارگاہ رسول (ﷺ) میں آیا اور کامیاب لوٹا مگر مدینے کے منافقین اس جان رحمت ﷺ کی اس شان رحمت کے بھی منکر ہی رہے۔

غرض مومن اور کافر میں سب سے بڑا فرق یہی ہے جو صحابہ کرام اور منافقین میں تھا۔ اب جو شخص اس سوئی ہوئی ملت (اسلامیہ) کو بیدار کرنا چاہتا ہے تو وہ اس مسلمانوں کے سینوں میں جذبہ عشق رسول ﷺ کو بیدار کرے گا۔ اور جو اس قوم کو تباہ کرنا چاہتا ہے وہ اس کے اندر سے اسی جذبے کو نکالنے کی تدبیریں سوچے گا۔ اسلام و ایمان کی ساری عمارت اسی بنیاد پر قائم ہے۔ بقول حکیم الامت

عشق سے ہو تربیت [illegible] شدید ضرورت

[illegible] اور [illegible] کے سارے [illegible] مقصد [illegible]

دور کرنا چاہتے ہیں۔ شیطان اور اس کے سارے چیلے اسی کو بیخ وبن سے اکھاڑ دینے کے درپے ہیں۔ ملت کا دفاعی نظام جس کی روح رواں جذبہ جہاد ہے، اسی عشق و مستی کے گرد گھومتا ہے۔ یہ سلامت ہے تو سوئے شہسواروں سے بڑ جاتے ہیں اور بے سروسامان لوگ سازوسامان والوں کو دوڑا بھگاتے ہیں۔ دو قومی نظریہ جس کی بنا پر پاکستان معرض وجود میں آیا [illegible] رسالت کی عظمت کا نظریہ [illegible] عکس عشق رسول [illegible] کی بیداری [illegible] عشق [illegible] ہوگئے۔

اسلام دشمنوں کی سازشیں

[illegible] کی اصل [illegible] محبت رسول ﷺ کا [illegible] قومی [illegible] میں کوئی [illegible] شرط [illegible] ﷺ کی محبت و تعظیم سے دل [illegible] دشمنوں کی ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس دولت سے [illegible] میں۔ چنانچہ انگریز جاسوس ہمفرے اپنی کتاب میں [illegible] کتاب کا [illegible] میں اسلامی [illegible] مسلمانوں [illegible] ہوئے چند شقیں [illegible] کی گئی ہیں۔

۱۹۔ [illegible] کی [illegible]

مقامات کو خرافات [illegible] قرار دیا۔

۲۰۔ سادات کا احترام اور رسول اکرم (ﷺ) کا اس طرح تذکرہ [illegible] گویا وہ بھی بندے ہیں اور درود و سلام کے مستحق نہیں۔

۲۲۔ قرآن و حدیث کا بے تحاشا احترام اور ثواب آخرت کے لئے ان پر عمل پیرا ہونے کی شدید ضرورت۔ (ہمفرے کے اعترافات۔ ۹۹،۹۸) اس کتاب کا نام (ہمفرے کی زبانی) اسلام کو کیونکر صفحہ ہستی سے مٹایا جائے رکھا گیا تھا (ص ۱۶) کتاب کے ایک اور باب میں مسلمانوں کو کمزور بلکہ ختم کرنے کے لئے جو تدابیر سوچی گئی ہیں ان کی بعض شقیں یوں ہیں (خلاصہ)

۱۔ (مسلمان ملکوں میں) ایسے افکار کی ترویج جو قومی، قبائلی، درنسلی

[illegible] گذشتہ [illegible] زبان و ثقافت پر [illegible]

۳۔ [illegible] شبہ [illegible] پیدا کرنا۔

۱۰۔ مساجد، مشائخ دین کے مزارات [illegible] کی تعمیرات پر پابندی لگائی جائے

بھی ہمفرے بتاتا ہے اس لائحہ عمل کی تکمیل کے لئے پہلی کھیپ میں [illegible] جاسوس نامزد ہوئے جن کا کام کسی اسلامی ملک میں جاکر خود کو مسلمان ظاہر کرکے عربی و اسلامی علوم سیکھنا اور پھر کسی مسلمان کو آلۂ کار [illegible] تکمیل کے لئے [illegible] چنانچہ [illegible] ہمفرے نے پہلے ترکی [illegible] اور [illegible] جاکر [illegible] کے لئے [illegible] کرتے ہوئے اس مقصد کے لئے [illegible] پایا۔ جناب محمد بن عبد الوہاب نجدی نے توحید کے نام پر جو [illegible] کیا، خود فیصلہ کریں عیسائی [illegible] فیصلے سے کتنی مطابقت رکھتا ہے۔

شیخ نجدی نے حضور پرنور ﷺ نے خدا اور [illegible] کو ترک [illegible] اہل بیت اطہار [illegible] رضی اللہ عنہم سے [illegible] کیا مرزشت عرب میں بالخصوص حرمین شریفین میں [illegible] کا قتل عام کیا اور حضور پرنور ﷺ کے [illegible] بھی [illegible] تقدیر [illegible] نجدی [illegible] آئی۔ تکفیر میں ایسا غلو تھا کہ [illegible] کے نزدیک ایک بھی مسلمان دنیا میں نہیں تھا۔

[illegible] رضی اللہ عنہم کے دور میں خوارج کا ظہور ہوچکا تھا۔ ان سے فکری [illegible] کیا تھے، اس سلسلے میں بخاری شریف کی ایک روایت نقل کی جاتی ہے۔

كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَ قَالَ اِنَّهُمُ انْطَلَقُوْا اِلٰى اٰيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ (ج ۲)

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما ان لوگوں کو مخلوق خدا میں سب سے زیادہ شریر تصور کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ ان قرآنی آیات کو جو کفار (مشرکین) کے حق میں نازل ہوئی ہیں مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔

یہ فرقہ بظاہر چند سالوں کے اندر اندر دب گیا تھا مگر پھر بھی اکا دکا اشخاص ان خیالات کے حامی کبھی نہ کبھی پیدا ہوتے رہے۔ علامہ ابن تیمیہ بھی اپنے دور میں اسی فکر سے متاثر تھے۔ چنانچہ اور بہت سے

جدید مسائل کے علاوہ وہابیوں سے حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضۂ مقدسہ کی زیارت کے ارادے سے سفر کرنا بھی حرام ہے۔ محمد بن عبدالوہاب آخر میں آئے اور پہلے کے ہر بزرگ بہت روزی قسم کے انحرافی ملاؤں کی بدعات کے جامع بن گئے۔ جو لوگ مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنا چاہتے ہیں، ظاہر ہے کتاب و سنت کے حوالے سے ہی کامیاب ہو سکتے ہیں۔ وہ خود کو عیسائی یہودی ہندو تو ظاہر نہیں کریں گے اور غیر مسلموں کی کتابوں کا حوالہ بھی نہیں دیں گے۔ یہ تفریق جس کا حوالہ حق سے ہوگا، اس کا مکر انتہائی خطرناک اور دوررس اثر ہوگا تو امت کو تفریق سے بچانے کا طریقہ تو وہ ہوگا جو آیات و احادیث میں مذکور ہو یعنی بڑے گروہ کی پیروی کرو۔ کروڑوں مسلمان ایک طرف اور گنتی کے دو چار فتنہ پرور ایک طرف۔ امت کے کثیر ترین گروہ کے مقابلے میں اس قلیل ترین گروہ کا خود کو نیک نیتی پر سمجھنا ہی گمراہی ہوگا۔ کئی احادیث ہی نہیں بلکہ آیات قرآنیہ اس حقیقت سے معمور ہیں۔ اسلام کا سواد اعظم کی تلقین فرمائی ہوئی ہیں۔ مثلاً

آیت (وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ کَمَآ اٰمَنَ السُّفَھَآءُ) (البقرہ۔۱۳)

ترجمہ اور جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں تو کہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں

گویا اپنی تھوڑی تعداد کو حق پر سمجھنا اور باقی پوری امت کو گمراہ سمجھنا بھی منافقوں کی سوچ کا نمایاں پہلو ہے۔

(۲) وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ﴿۱۱۵﴾ (النساء۔۱۱۵)

ترجمہ اور جو مخالفت کرے رسول کی اس کے بعد کہ روشن ہو گیا اس کے لئے سیدھا راستہ اور وہ چلے مسلمانوں کی راہ کے خلاف تو اسی طرف ہم اس کو پھیر دیں گے جدھر وہ پھرا اور پہنچائیں گے اسے جہنم میں اور وہ کیا ہی برا ٹھکانا ہے۔

اور احادیث (۱) مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَۃَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِہٖ (مشکوٰۃ بحوالہ احمد و ابوداؤد)

ترجمہ جو جماعت سے بالشت بھر بچھڑا اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے اتار دی۔

مَا رَاٰہُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ

ترجمہ جس کام کو اہل ایمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہوتا ہے

بہر حال جناب محمد بن عبدالوہاب نے نجد سے اٹھ کر اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ یہ دعویٰ کیا حتیٰ کہ حرمین شریفین کے مسلمانوں کو بھی مشرک قرار دیا۔ صرف اپنے دور کے مسلمانوں کو نہیں بلکہ چھ صدیاں قبل تک بھی اسے تاریخ میں کوئی مسلمان دکھائی نہ دیا۔ ان چھ سو سالوں میں بیسے کیسے علماء، اولیاء، مجدد، محقق، محدث، مفسر، غازی اور مجاہد پیدا ہوئے مگر محمد بن عبدالوہاب کی نظر میں (معاذ اللہ) یہ سب مشرک تھے۔ حساب لگائیں تو حضور شہنشاہ بغداد سرکار غوث اعظم اور شیخ اکبر محی الدین، حضرت مجدد الف ثانی جیسے ولی، علامہ ابن جوزی اور امام سیوطی جیسے محدث، نور الدین زنگی اور صلاح الدین ایوبی جیسے مجاہد، سلطان محمد سلیم جیسے فاتح انہی چھ صدیوں میں پیدا ہوئے مگر جناب ابن عبدالوہاب کو کسی میں اخلاص و ایمان کی خوشبو نہیں آئی۔ آیئے اس کا فیصلہ کہ اصل میں مشرک کون ہے حدیث پاک سے کرائیں۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تمہارے بارے میں مجھے جن امور کا خدشہ ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایسا آدمی ہوگا جو قرآن بہت پڑھے گا حتیٰ کہ وہ قرآن کی رونق سے پوری طرح سیراب ہوگا۔ اس کا اوڑھنا بچھونا بھی اسلام ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے کسی ایسے عیب یعنی زعم میں مبتلا کر دے گا کہ قرآنی اثرات سے محروم ہو جائے گا۔ پھر وہ شخص قرآن کو پس پشت ڈال کر اور گردو (مسلمان) لوگوں پر انہیں مشرک کہتے ہوئے تلوار کھینچ لے گا۔" میں نے پوچھا "ان دونوں میں سے فی الواقع مشرک کون ہوگا؟ کہنے والا یا جسے مشرک کہا گیا؟" حضور ﷺ نے فرمایا "دوسرے کو مشرک کہنے والا خود مشرک ہوگا"۔ (ج۔۲)

جس علاقے کو اس کا مولد ہونے کا شرف حاصل ہوا، لیجئے اس کا تعارف بھی حدیث ہی کی زبانی حاضر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا (اے اللہ ہمارے لئے ہمارے شام

میں برکت عطا فرما) اے اللہ ہمارے لئے ہمارے یمن میں برکت عطا فرما لوگوں نے کہا (یا رسول اللہ) اور ہمارے نجد میں حضور ﷺ نے (پھر) دعا فرمائی۔ اے اللہ ہمارے شام میں برکت عطا فرما۔ ہمارے یمن میں ہمارے لئے برکت عطا فرما۔ لوگوں نے (پھر) کہا اور ہمارے نجد میں۔ راوی کہتا ہے میرا خیال ہے تیسری بار فرمایا وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ یا گروہ نکلے گا۔ (مشکوٰۃ بحوالہ بخاری)

جناب محمد بن عبدالوہاب نجدی کے بھائی جناب سلیمان بن عبدالوہاب نے اپنے بھائی کے خلاف ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے "الصواعق الالٰہیۃ فی الرد علی الوہابیۃ" یہ کتاب محمد بن عبدالوہاب کی دعوت کے آغاز میں ہی ان (علاقہ نجد میں) لکھی گئی۔ حضرت ابو الحسن فاروقی مجددی علیہ الرحمۃ نے اس کا کچھ تفصیل سے ذکر اپنی کتاب "مولانا اسمٰعیل اور تقویۃ الایمان" میں کیا ہے۔ شیخ سلیمان نے اپنے بھائی پر جو اعتراضات کئے ہیں ان میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں انصاف پسند لوگوں کے لئے وہابیت کی حقیقت سمجھنا آسان ہو جاتا ہے بشرطیکہ ان سوالات و اعتراضات پر غور فرمائیں (یہاں صرف ایک دو عبارات کا ترجمہ دیا جاتا ہے)

۱۔ بخاری اور مسلم کی روایت ہے اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ شہادت توحید و رسالت نماز قائم رکھنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج (اگر قدرت و استطاعت ہو)۔ لیکن آپ ان لوگوں کو کافر کہتے ہیں جو کلمہ شہادت پڑھتے ہیں نماز روزہ حج اور زکوٰۃ کے پابند ہیں۔ ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ آپ نے خلق خدا کو کافر بنانے کا قول کہاں سے لیا ہے؟.... جو تفاصیل آپ نے بیان کی ہیں کہ اس کام کا کرنے والا مشرک، اس کام کا کرنے والا مشرک۔ آپ نے یہ تفاصیل کہاں سے لی ہیں۔ کیا ائمہ مجتہدین میں سے کسی نے یہ بات کہی ہے؟ اگر کہی ہے تو اس کا نام بتائیں۔

۲۔ ہر مذہب کے اہل علم نے ایسے اقوال اور افعال کا بیان کیا ہے جن کے کرنے سے مسلمان مرتد ہو جاتا ہے لیکن کسی نے یہ نہیں لکھا کہ جو شخص غیر اللہ کی نذر مانے وہ مشرک ہوا یا غیر اللہ سے مانگنے والا مرتد ہو یا غیر اللہ کے لئے ذبیحہ کرنے والا کافر ہے یا قبر کا مسح کرنے والا یا قبر کی مٹی اٹھانے والا اسلام سے خارج ہوا۔ اگر کسی نے ان افعال کے کرنے والے کو کافر یا مشرک یا مرتد قرار دیا تو آپ ہم کو بتائیں علم کو چھپانا جائز نہیں۔

۳۔ سب سے پہلے اس امت میں خوارج نے اختلاف کیا اور انہوں نے حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کے طرفداروں کو کافر قرار دیا لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خوارج کو کافر قرار نہیں دیا خوارج کے بعد قدریہ پھر معتزلہ، پھر جہمیہ کا ظہور ہوا۔ ان کی سخت گمراہیوں کے باوجود حضرت امام احمد بن حنبل (جن کی نسبت سے ابن تیمیہ ابن قیم اور ابن عبدالوہاب حنبلی کہلاتے رہے) نے انہیں کافر نہیں کہا اور نہ کسی دوسرے مجتہد نے۔ اس کے برعکس آپ کا اپنے مخالف کو کافر کہنا اور اسے کافر نہ کہنے والے کو بھی کافر کہنا کتنا علم سے بے بنیاد اور خطرناک ہے۔

آپ کی گمراہی کی بہت بڑی دلیل وہ احادیث بھی ہیں جن میں نجد، مشرق سے فتنے برپا ہونے کا ذکر ہے مثلاً بخاری و مسلم کی روایت میں ہے رأس الکفر نحو المشرق (یعنی کفر کا سر مشرق کی طرف ہے) یونہی بخاری و مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا رخ انور مشرق کی طرف تھا جب آپ نے فرمایا اِنَّ الفِتنَۃَ ھَاھُنَا (فتنہ ادھر ہے) اور محمد بن عبدالوہاب کا علاقہ نجد مدینہ منورہ سے مشرق ہی کی طرف ہے۔

غرض یہ ہیں جناب محمد بن عبدالوہاب جن کا تعارف احادیث شریفہ میں آپ نے حاصل کیا۔ انہی کو انگریز جاسوس ہمفرے نے آلہ کار بنایا اور گمراہ کیا

کچھ طبیعت ہی میں ہوتے ہیں جنوں کے آثار
اور کچھ لوگ بھی دیوانہ بنا دیتے ہیں

برعظیم میں نئی فرقہ واریت

انہی کی شرک و کفر کے فتووں سے بھرپور کتاب کتاب التوحید ہندوستان پہنچی (یا لائی گئی) یہاں اس دور میں اگرچہ بظاہر خاندان مغلیہ کی حکومت تھی مگر عملاً ایسٹ انڈیا کمپنی مسلط ہو چکی تھی۔ حکم انگریزوں کا چلتا تھا مگر مصلحت وقت کے تحت مغل بادشاہ کی مہر بھی لگوائی جاتی تھی۔ جن لوگوں نے صحرائے نجد کے محمد بن عبدالوہاب کی برین واشنگ کر کے کتاب التوحید لکھوائی تھی انہی کو برصغیر کے اسلامی معاشرے کی بنت سے عنت بجانے کے لئے حضرت مولانا محمد اسماعیل دہلوی کی شخصیت مل گئی۔ مولانا موصوف شیخ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے پوتے، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالقادر صاحب موضح القرآن اور حضرت شاہ رفیع الدین کے بھتیجے اور حضرت شاہ عبدالغنی کے لخت جگر تھے (علیہم الرحمۃ) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا آخری دور تھا، جب مولانا اسمٰعیل نے کتاب

"التوحید" میں توحید کا پرچار شروع کیا اور فاتحہ خلف الامام اور آمین بالجہر جیسے مسائل کا افتتاح کیا جن سے پہلے پورے برصغیر میں ایک بھی غیر مقلد نہیں تھا۔ ساحلی مدارس پر چند شافعی تاجر آباد ہوئے تھے ورنہ یہاں ہر طرف حنفیت کا تسلط تھا۔ مگر [illegible] کے مقابلے میں مسلمانوں کو مصروف ترین انتہا [illegible] ضرورت تھی [illegible] اسماعیل صاحب سے جتنا تھی وہ موجود تھی وہ بھی [illegible] حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ [illegible] زندگی میں مولانا مذکور [illegible] مگر ان کی وفات کے بعد وہ [illegible] بن گئے۔ "کتاب التوحید" جیسی کتاب تقویت الایمان اردو میں ہماری اور گھر گھر میں تفرقہ بازی شروع ہو گئی۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے پوتے نے خود اسمٰعیل صاحب کو مناظرہ، دہلی کی جامع مسجد میں مناظرے میں شکست دی اور بھاگنے پر مجبور کیا مگر [illegible] مقدر میں شکست و [illegible] تو نہیں تھی۔ [illegible] کے بعد پھر وہی سازشیں شروع ہو گئیں۔ اس دور میں انگریزوں کو صرف دو قوموں سے زیادہ کھٹکا تھا، پنجاب کے سکھ اور سرحد کے پٹھان۔ بڑے تعجب کی بات ہے مولانا اسلام کے سب سے بڑے دشمن انگریز اور [illegible] تھے اور ان کے ساتھ جہاد کرنے کو حرام قرار دے رہے تھے مگر اسی دور میں انہوں نے سید احمد بریلوی جیسے ان پڑھ شخص و امیر امام میں بناکر مجاہدین کی فوج تیار کی اور سرحد کا رخ کیا۔ راستے میں مختلف مقامات پر انگریز ریذیڈنٹ ہنڈیاں پیش کرتے رہے۔ اگر کسی نے روکنا چاہا تو پیچھے سے حکم آ جاتا کہ مت روکو، یہ لشکر ہمارا بھیجا ہوا ہے۔ مختصر یہ کہ شاہ صاحب موصوف پٹھانوں کے ہاتھوں سے لڑتے ہوئے [illegible] شہید ہو گئے مگر تقویت الایمان جس کا پہلا ایڈیشن انگریزوں نے چھاپ کر پورے برصغیر کے مسلمانوں میں مفت تقسیم کیا تھا، اپنی فتنہ سامانیوں کے ساتھ باقی رہ گئی اور شاہ صاحب کی نیت کے مطابق مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرتی رہی۔

زمانے کی ستم ظریفی دیکھئے، مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے یہاں برصغیر میں انگریزوں کی شہ پر وہی کام کیا جو ان سے پہلے شیخ محمد ابن عبدالوہاب نجدی نے ہمفرے کی خصوصی تربیت سے عرب علاقوں میں کیا تھا، مگر ہمارے سکولوں اور کالجوں میں عموماً دونوں صاحبوں کو ملت اسلامیہ کے عظیم محسنوں کے طور پر پیش کیا جاتا ہے اور عموماً تاریخ کے استاد بھی حقیقت حال کو سمجھنے کی بجائے ازحد غلط پروپگنڈے کے زیر اثر ان کے گن گاتے نہیں تھکتے۔ اگر یہ لوگ مخالفین کے بجائے مولانا اسمٰعیل صاحب کے موافقین کی کتابیں ہی دیکھ لیتے تو بھی اصل حالات کا منکشف مشکل نہ رہتا۔ مثلاً مولانا کے بارے میں یہ تاثر کہ وہ انگریزوں کے خلاف جہاد کرنے نکلے تھے، ازحد بے بنیاد ہے۔ اس دور کی لکھی ہوئی کتابیں جب مولانا جہاد پر نکلے تھے اور پھر ان لوگوں کی لکھی ہوئی کتابیں جو مولانا کے ازحد عقیدت مند تھے مثلاً مرزا حیرت دہلوی اور مولانا جعفر تھانیسری اور بالترتیب ان کی تصانیف مثلاً حیات طیبہ اور تواریخ عجیبہ پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ یہ لشکر انگریزوں کا بھیجا ہوا تھا اور پھر مولانا کا یہ فتویٰ کہ انگریزوں سے جہاد کرنا حرام ہے کتنا واضح ہے۔ پھر جناب سر سید احمد خاں کے مقالات اور دوسری بیسیوں کتابیں کھل کر بیان کرتی ہیں کہ حضرت مولانا اسمٰعیل صاحب پر انگریزوں کا دست شفقت تھا اور انہی کی خوشنودی کے لئے دلی کے مختلف چوکوں میں کھڑے ہو کر اپنی تقویت الایمان کے انداز میں توحید کے مسائل بیان کر کے محبوبان خدا کی شان میں سخت اشتعال انگیز تقریریں کیا کرتے تھے۔ علماء اہل سنت خصوصاً مولانا کے اپنے خاندانی بزرگ اور بھائی سخت نالاں تھے مگر انگریز چونکہ ان کی فتنہ انگیزیوں کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ لہذا نہ ان کا سلسلہ تقاریر ختم ہوا ورنہ سلسلہ تحاریر۔ ذرا سوچئے اگر تقویت الایمان کا مقصد توحید سکھانا ہی تھا تو انگریزوں نے اس کا پہلا ایڈیشن شائع کر کے پورے برصغیر میں کیوں بلا قیمت پھیلایا (مشعل راہ بحوالہ ۔۔۔۔) یہ بھی سوچئے آخر اس قسم کی توحید برصغیر میں پہلے کسی کو کیوں نہ سوجھی۔ وہ انگریزوں کے دور تسلط ہی میں ایسا کیوں ہوا۔ بخاری شریف اور حدیث کی دوسری کتابیں برصغیر میں ایک عرصے سے پڑھائی جاتی رہیں اور پھر بھی کہیں حنفیت کے مقابلے میں دوسری رائے پیدا نہیں ہوئی۔ آخر انگریزی دور ہی میں آمین بالجہر اور فاتحہ خلف الامام کو کیوں اچھالا گیا۔ جبکہ یہ مسائل بھی اصولی نہیں فروعی ہیں اور پھر انہیں فروعی کی حیثیت سے نہیں آخر اصولی حیثیت سے کیوں پیش کیا گیا

کتاب التوحید ہو یا تقویت الایمان، دونوں کتابوں میں اکثر و بیشتر حضور پرنور ﷺ کا اسم شریف نہایت بے ادبی سے ذکر کیا گیا ہے یعنی عموماً زید، عمرو و بکر کی طرح صرف نام مبارک ہے قطعاً کوئی لقب نہیں حتیٰ کہ عموماً ان بدبختوں کو ﷺ لکھنے کی توفیق بھی نہیں ملی۔ انداز تحریر سے یہ لگتا ہے کہ ایک دین اسلام سے حضور ﷺ نے روشناس کرایا تھا اور دوسرا اس کے بالمقابل ان دونوں نے دیا ہے اور یہ لوگ عام مسلمانوں

سے ہی نہیں حضور پرنور ﷺ سے بھی سخت ناراض ہیں۔ حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کے بارے میں یہی وہ انداز گفتگو ہے جو انگریزوں و ملک سب اسلام دشمنوں کو کل بھی پسند تھا اور آج بھی مطلوب ہے۔ انگریز دوستی کا بھی وہ اسلوب تھا جو بعد میں دیوبند کے مدرسے اور تبلیغ کے ریگزاروں میں پروان چڑھا۔

دونوں (شیخ محمد بن عبدالوہاب اور مولانا محمد اسمٰعیل) کو مسلمانوں کی تکفیر اتنی منظور تھی کہ جوش میں آکر خود کو بھی تکفیری رو میں لے آتے ہیں یا یوں کہئے قدرت کی پھٹکار کا نتیجہ ہے صرف ایک عبارت ملاحظہ ہو

سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس (دین اسلام) کا دور تو مقرر ہوگا، جب تک اللہ چاہے گا، پھر اللہ ایک سی باؤ (ہوا) بھیجے گا کہ سب اچھے بندے جن کے دل میں تھوڑا سا ایمان ہوگا مر جاویں گے اور وہی لوگ رہ جاویں گے کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں۔ یعنی نہ بندی تعظیم، نہ رسول کی راہ پر چلنے کا شوق، بلکہ باپ دادوں کی رسموں کی سند پکڑنے لگیں گے۔ سو اسی طرح شرک میں پڑ جاویں گے کیونکہ اکثر پرانے باپ دادے جاہل مشرک گزرے ہیں جو کوئی ان کی راہ اور رسم کی سند پکڑے، آپ بھی مشرک ہو جاوے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر زمانہ میں قدیم شرک بھی رائج ہوگا۔ سو پیغمبر خدا ﷺ کے فرمانے کے مطابق ہوا۔'

(تقویۃ الایمان ص ۸۷۔۸۸ بحوالہ مشعل راہ ص ۲۹۲)

مولانا محمد اسمٰعیل نے ۱۸۳۱ء میں دنیا سے کوچ کیا۔ ان کے بعد جن لوگوں نے ان کے مشن کو آگے بڑھایا۔ ان میں سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کا نام بڑا نمایاں ہے۔ 'حنفیت' کے خلاف کام کرنے کے لئے یہ بھی مختص ہو چکے تھے۔ پھر ان کے پاس مدرسہ بھی تھا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں گرچہ مجاہدین نے ان سے بھی جبراً فتوی جہاد پر دستخط کرائے تھے (جیسا کہ بعد میں انہوں نے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا تھا) مگر ان کا دل بتان فرنگ کی بندگی پر مطمئن تھا۔ چنانچہ جنگ آزادی کے دوران انگریز عورتوں کو گھر میں پناہ دینے پر شمس العلماء کے خطاب کے ساتھ ساتھ دوسرے انعامات بھی پائے۔

عربی کالج اور پھر دیوبند

جنگ آزادی سے قبل ہی عوام پر یہ حقیقت واضح ہو چکی تھی کہ وہابی انگریزوں کے جاسوس اور ملت اسلامیہ کے بدخواہ ہیں، پھر ان کی پہچان میں کوئی دقت پیش نہیں آتی تھی یعنی جو فاتحہ خلف الامام، رفع یدین اور آمین بالجہر کہتا سمجھ لیا جاتا تھا، یہ وہابی ہے اور جاسوس ہے۔ چنانچہ مسلمان ان کی بات سننے کی بجائے انہیں مسجدوں سے ہی نکال دیتے۔ انگریز نے اپنے شاگردوں کو یوں ذلیل ہوتے دیکھا تو ایک اور چال چلی دہلی میں عربی کالج کا اجرا کیا جس میں مسلمانوں کے دیگر عربی مدارس کے مقابلے میں بڑی سہولتیں تھیں۔ اس میں دینی کتابیں بھی پڑھائی جاتی تھیں اور مخصوص طلباء کے وظائف بھی مقرر تھے۔ دینیات کے پردے میں اللہ کی بندگی سے زیادہ انگریز کی بندگی سکھانے میں اصرار کرنے کا کام مولانا محمد اسحٰق محدث دہلوی کے ہونہار اور وہ حرشناس شاگرد مولانا مملوک علی صاحب نانوتوی کرتے تھے۔ انہوں نے رفع یدین وغیرہ کی بنا پر وہابی اور جاسوس لقب کے خطرہ مول لینے کی بجائے حنفی نقاب اپنایا مگر بانی اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ عرش پناہ سے بغاوت پھیلانے کا جو سبق مولانا اسمٰعیل دہلوی کے 'پس ماندگان' نے سکھایا تھا اس پرکار بند رہے۔ یہی مولانا مملوک علی تھے جن کے شاگردوں میں مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند اور مولوی رشید احمد گنگوہی اور مدرسہ دیوبند کے دوسرے سرپرست تھے۔ چنانچہ اسی سکیم کے مطابق مدرسہ دیوبند میں اسمٰعیلی عقائد کے ساتھ ساتھ تقلید اور حنفیت کا ڈھونگ بھی چلتا رہا۔ گویا پرانے شکاری جو نیا دام لائے تھے، خاصے کامیاب رہے۔ معلوم ہوتا ہے مولانا مملوک العلی کچھ زیادہ ہوشیار تھے۔ انہوں نے جب محسوس کیا کہ عوام ایک مدت سے صوفیہ کے غلام چلے آتے ہیں اور اسمٰعیلی وہابی توحید ہی کے منکر نہیں، پیری مریدی کے تصور سے بھی کوسوں دور ہیں۔ یعنی بے پیرے بھی ہیں لہذا عوام اس وجہ سے بھی انہیں مسترد کر دیتے ہیں تو انہوں نے اپنے تلامذہ کو حنفیت کے ساتھ ساتھ 'طریقت' کا لبادہ بھی اوڑھا دیا اور خصوصاً اس سلسلہ تصوف میں جو وہابیوں کو زیادہ ہی کھٹکتا ہے۔ یعنی چشتیہ۔ اعلیٰحضرت بریلوی قدس سرہ نے مولوی اشرف علی تھانوی کے بارے میں یہ جو شعر لکھا ہے اس کا پس منظر بھی یہی ہے۔

سنی وحنفی و چشتی بن بن کے بہکاتے یہ ہیں

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے بعد انگریزوں نے مسلمانوں پر جو ظلم ڈھائے، تاریخ کے کسی طالب علم سے مخفی نہیں۔ پورے برصغیر میں ہزاروں لاکھوں کو شہید کیا ان پر وسائل رزق بند کرنے کی کوشش کی، ان کے مدرسوں کو تباہ و برباد کیا۔ چنانچہ صرف ایک صوبہ بہار میں مسلمانوں کے تین سو مدارس میں سے صرف تین رہ گئے۔ کتنا

ہولناک وقت تھا مگر سوچے سمجھے ہی دور میں دیوبند کی بنیاد رکھی جا رہی ہے اور اسے پرانے چہرے سے منسوب بنائے جا رہے ہیں۔ گویا انگریزوں نے جنہیں مخالف سمجھا ان پر یلغار کر دی اور جسے وہ عربی کالج کے حوالے سے اپنا جانا تو آگے بڑھا دیا۔

مختصر یہ کہ ... مسلسل ہوئی۔ انگریزوں کے مفادات کی خاطر تقویت ... بیان ... کے ذریعے مسلمانوں کے اتحاد کو سخت نقصان پہنچایا۔ جس ... فرقے دو گروہ خصوصیت سے وارث ہوئے، ایک وہ غیر مقلد جنہوں نے انگریز گورنر پنجاب کی منظوری سے اپنا نام اہل حدیث رکھا اور دوسرے وہ علماء جنہوں نے دیوبند جیسے مدرسے سے فیض حاصل کر کے حدیث کے لبادے میں حضور پرنور ﷺ کے معجزات و کمالات کا اسی طرح انکار کیا جیسے دوسرا گروہ کرتا تھا۔ اہل حدیث کہلانے والوں نے تقلید کو شرک قرار دے کر دراصل تابعین سے لے کر دور حاضر تک کے تمام اکابر کو غیر معتبر و مشرک ٹھہرایا اور اپنی سمجھ ... قرآن اور آیات کے سامنے کسی بڑے سے بڑے فقیہ، مجدد، محقق اور عارف کے ... کی ... ظاہر کی۔ مقصد یہ تھا کہ توحید رسالت اور دیگر عقائد کے بارے میں نئے نئے فتنے برپا ہوتے رہیں اور کوئی شخص گزشتہ علماء و صوفیہ کی تحقیق پیش کر کے ان فتنوں کا راستہ روکنا چاہے تو نہ روک سکے (کیونکہ ان کے نزدیک جب ائمہ کی تقلید اور سلف صالحین کی اتباع ہی اصول ہے تو ان کے قول بطور دلیل کیونکر پیش کیے جا سکتے ہیں) خدا کی قدرت مسلمانوں میں انتشار کا دروازہ کھولنے والے یہ غیر مقلد حضرات خود بھی انتشار سے نہ بچ سکے۔ ان کے اندر بھی شکست و ریخت ہونے لگی۔ دھڑے بڑھنے لگے اور اکابر امت بلکہ ساری امت کو شرک کے گھاٹ اتارنے والے ایک دوسرے کو بھی کافر و مشرک کہے جا رہے ہیں۔ روپڑی، غزنوی، امرتسری اور غرباء اہل حدیث وغیرہ ان کی مختلف پارٹیوں کے نام ہیں۔

ان کے برعکس علماء دیوبند نے زیادہ توجہ اپنے مقصد اول یعنی حضور پرنور ﷺ کے بارے میں جنبی عقائد کی نشر و اشاعت پر دی۔ انہوں نے عموماً صحابہ و تابعین، ائمہ و محدثین اور اولیاء کاملین کو تو معاف کر دیا مگر سرکار دو عالم حضور محبوب خدا ﷺ کی محبت دلوں سے نکالنے کے منصوبوں کو خاص اہمیت اور توجہ دی۔ ان کے طرز عمل کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگ انہیں حنفی عالم دین ماننے لگے اور یوں وہابی اختراعات و بدعات کو سلف صالحین کی تحقیقات ہی خیال کرنے لگے۔ علماء دیوبند نے اپنے آپ کو اتنا مقدس ظاہر کیا جیسے اولیاء امت کے وارث بلکہ ان کے کمالات کے جامع بھی ہیں چونکہ یہ لباس ہی میں نمودار ہوئے تھے لہذا انہوں نے عموماً انگریزوں کے ساتھ در پردہ تعلقات پر اکتفا کی اور انگریزوں کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے کا جو انداز اہل حدیث نے اختیار کیا۔ یہ اس سے عموماً پرہیز کرتے رہے تاکہ ان کے اولیاء اللہ ہونے میں کسی شک کی گنجائش نہ رہے۔ بہر حال انہوں نے اپنے نئے ان تمام کرامات و تصرفات کا ڈھنڈورا پیٹا جو اکابر اولیاء کے بارے میں تحریری شکل میں متعارف تھیں۔ مگر پھر بھی بدبختی ملاحظہ فرمایئے، حضور پرنور ﷺ کے بارے میں ان کا دل نرم نہ ہوا اور ان کے بارے میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ یہیں سے اہل سنت اور اہل دیوبند کا ایک فرق واضح ہوتا ہے۔ ہم اولیاء کاملین کے کمالات کو مانتے ہیں مگر سرکار رحمۃ للعالمین ﷺ کا صدقہ یعنی ہمارے نزدیک حضور پرنور ﷺ کی توجہ، برکت، محبت اور غلامی سے دوسروں کو کمالات ملتے ہیں۔ علاوہ ہر قسم کا کمال پہلے حضور سرور کائنات ﷺ میں ہوتا ہے اور پھر اس کی کوئی ادنیٰ سی جھلک دوسروں کو نصیب ہوتی ہے۔ مگر علمائے دیوبند حضور شہنشاہ رسالت ﷺ کے کمالات کو تو شرک قرار دیتے ہیں وہاں اپنے بزرگوں حتیٰ کہ شیطان تک کے کمالات ماننے میں کوئی دقت محسوس نہیں کرتے۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے حضرت مولانا ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ کی دو کتابیں زلزلہ اور زیروزبر)

علمائے اہل حدیث نے انگریزوں کی چاپلوسی کس حد تک کی اس کے چند نمونے ملاحظہ فرمایئے۔

۱۔ ہم یہ کہنے سے معذور سمجھے جائیں کہ انگریزی گورنمنٹ ہندوستان میں ہم مسلمانوں کے لئے خدا کی رحمت ہے۔ (الحیاۃ بعد المماۃ۔ از فضل حسین بہاری)

۲۔ خاص کر فرقہ اہل حدیث کے لئے تو کسی اسلامی سلطنت میں بھی یہ آزادی مذہب (کہ وہ بلا مزاحمت اپنے تمام ارکان دینی ادا کریں) نصیب نہیں جو برٹش حکومت میں انہیں حاصل ہے پس ان کا فرض مذہبی و منصبی ہے کہ وہ ایسی عادل اور مہربان گورنمنٹ کی مطیع و فرمانبردار رعایا ہوں اور ہمیشہ دعا گوئے سلطنت رہیں۔ (الدر المنثور فی تراجم اہل صادقپور۔ از عبدالرحیم عظیم آبادی)

۳۔ زمانہ غدر میں جو لوگ سرکار انگریزی سے لڑے اور عہد شکنی کی وہ جہاد نہ تھا۔ فساد تھا۔ ہم (نواب صدیق حسن بھوپالی) نے اپنی کتاب ہدیۃ

السائل میں ہولا اور کتاب روض خطیب میں بتایا اور بڑا گناہ ہونا عہد شکنی کا اور حرام ہونا جہاد کا ہندوستان میں جوائز العوائد میں لکھا تھا اور حال وہابیوں کا تواریخ علماء عیسوی سے کتاب تاج مکلل میں رابعا لکھا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ بغاوت جو ہندوستان میں بزمانہ غدر ہوئی اس کا نام جہاد رکھنا ان لوگوں کا کام ہے جو اصل دین اسلام سے آگاہ نہیں ہیں اور ملک میں فساد ڈالنا اور امن کا اٹھانا چاہتے ہیں۔ (ترجمان وہابیہ ۸۳)

۴۔ کوئی فرقہ ہماری تحقیق میں زیادہ تر خیر خواہ اور طالب امن وامان و آسائش رعایا کا اور قدر شناس بندوبست گورنمنٹ کا اس گروہ سے نہیں ہے جو آپ کو اہل سنت وحدیث کہتا ہے اور کسی مذہب خاص کا مقلد نہیں۔ (صدیق حسن خان ترجمان وہابیہ ۵۸)

ذرا خیال فرمایئے اسلام کے بدترین مخالفوں کی اس مدح سرائی سے غیر مقلدین کی توحید پر تو کوئی بل نہ پڑے مگر جو نبی کسی نے خدا کے سب سے پیارے نبی ورسول ﷺ کی شان میں کوئی اچھا سا لفظ کہہ دیا ان کی توحید مجروح ہو جائے۔ یوں لگتا ہے جیسے انہوں نے حضور پرنور ﷺ کا کلمہ تو محض زبان سے پڑھا مگر انگریزوں کا دل سے۔ عقیدت کے ان چند نمونوں سے کیا یہ حقیقت مزید واضح نہیں ہو جاتی کہ قادیانیت کی طرح نجدیت بھی انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے ذرا اگر بات سمجھ آ جائے تو ان عقائد کے بطلان کا اندازہ کرنا بھی مشکل نہیں جو کتاب وسنت کے نام پر بیرونی اشارے سے تصنیف کئے گئے ہیں۔ آیئے مشت نمونہ از خروارے کے طور پر غیر مقلدین کے صرف چند عقائد کا مطالعہ کریں۔

ہم نے یہاں صرف وہ عقائد پیش کئے ہیں جن کا تعلق عقیدہ توحید کے ساتھ ہے۔ ان چند سطور سے آپ اہل حدیث کا تصور توحید سمجھ سکتے ہیں۔ نبوت کے بارے میں ان کی دریدہ دہنی اس حد تک تکلیف دہ ہے کہ اسے نقل کرنے کی ہمیں ہمت نہیں (دیکھنا چاہیں تو تقویت الایمان وغیرہ کا مطالعہ کر لیں)

۱۔ مولوی وحید الزمان وسع کرسیہ السموات والارض کے تحت لکھتے ہیں۔ جب وہ کرسی پر بیٹھتا ہے تو چار انگل بھی بڑی نہیں رہتی ہے اور اس کے بوجھ سے چرچر کرتی ہے۔ (قرآن پاک مترجم۔ از وحید الزماں)

۲۔ یہی مولوی صاحب اپنی کتاب ہدیۃ المہدی (جس کے سرورق پر لکھا ہے مشتمل برعقائد اہل حدیث) میں اپنا عقیدہ یوں بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جب آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے تو عرش معلی اس سے خالی رہتا ہے۔ یہ قول زیادہ صحیح ہے۔ (ص۔۱۰۔ ج ۱)

۳۔ خدا کو ہر جگہ ماننا بھی اہل حدیث کے نزدیک غلط ہے چنانچہ عبدالستار دہلوی کا فتویٰ ہے خدا کو ہر جگہ ماننا معتزلہ وجہمیہ وغیرہ فرق ضالہ کا عقیدہ ہے۔ (فتاویٰ ستاریہ ۸۳۔ ج ۲)

۴۔ اللہ تعالیٰ کی صورت کے بارے میں عقیدہ ملاحظہ ہو والظہور فی ای صورۃ شاء۔ اللہ تعالیٰ جس صورت میں چاہے ظہور فرماتا ہے۔ (ہدیۃ المہدی۔ ۷۔ ج ۱)

۵۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایک اور عقیدہ (معاذ اللہ)۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔ کہنا عین ایمان ہے۔ (وہابی مذہب کی حقیقت از مولانا ضیاء اللہ قادری بحوالہ اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۷ اگست ۱۹۱۹ء) (معاذ اللہ) امکان کذب باری کفر نہیں ہے۔ (شمع توحید از مولانا امرتسری)

چند فقہی مسائل بھی بطور نمونہ حاضر ہیں۔ نواب صدیق حسن خاں کی بدور الاہلہ من ربط المسائل بالادلہ میں ان کے یہ سب اجتہادات موجود ہیں۔

۱۔ منی، شراب، مردار، کتا، خنزیر، تمام جانوروں کا پیشاب سوائے حیض ونفاس کے خون کے باقی تمام جانوروں اور انسانوں کا خون سب پاک ہیں۔

۲۔ مال تجارت اور سونے چاندی کے زیورات میں زکوٰۃ واجب نہیں۔

۳۔ چھ چیزوں کے سوا باقی تمام اشیاء میں سود لینا دینا جائز ہے۔

۴۔ جو جانور بندوق کے شکار سے مر جائے وہ حلال ہے۔

۵۔ جوان مردوں اور لڑکوں کو چاندی کا زیور پہننا جائز ہے۔

اب علماء دیوبند نے اسلام پر جو نوازشات کیں ان کا مختصر سا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ (درج ذیل عقائد ان کی کتابوں میں موجود ہیں، عبارات کو من وعن شامل کرنا ضروری نہیں سمجھا گیا بلکہ مفہوم پر اکتفا کیا گیا ہے۔)

☆ خدا کا سچ بولنا واجب نہیں (اس عقیدے کو میں نے زیادہ سے زیادہ سادہ زبان میں پیش کیا ہے ورنہ اکابر دیوبند نے نہایت گستاخانہ انداز میں اس کا عنوان تجویز کیا ہے۔ خاک بر دہن ایشاں) یعنی اہل حدیث سے اس عقیدہ فاسدہ سے متفق ہیں۔

☆ دروغ صریح کی ساری قسموں سے اللہ تعالیٰ کا نبی معصوم نہیں ہوتا (تصفیۃ العقائد مدارس دیوبند)۔ سوچئے نبی کا دروغ صریح کی ہر قسم سے معصوم ہونا ضروری نہ ہو تو دین حق کی حقانیت کی دلیل کہاں سے لائیں گے۔ ان دونوں عقیدوں سے مسلمانوں کو مشرک کہنے والے علماء کی توحید کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

☆.....حضور پرنور ﷺ کے ظاہری زمانے میں یا بعد میں کوئی نبی آجائے تو آپ کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا (ختم نبوت کے عقیدے کی یہی تشریح مرزائیوں کا سب سے بڑا سہارا ہے اور مولانا قاسم نانوتوی نے اسے بڑے فخر سے تحذیر الناس میں پیش کیا ہے)

☆ رحمۃ للعالمین ہونا حضور سرورِ عالم ﷺ کا خاصہ نہیں بلکہ ہر مومن کو رحمۃ للعالمین کہہ سکتے ہیں (جیسا کہ مولانا رشید احمد گنگوہی نے فتاوی رشیدیہ میں اپنے خبث باطنی کا مظاہرہ کیا ہے)

☆ مولانا گنگوہی بانی اسلام کے ثانی ہیں (بانی اسلام خدا کو کہیں تو گنگوہی خدا کے ثانی ٹھہرے اور اس سے مراد حضور ﷺ کی ذات پاک لی جائے تو گنگوہی صاحب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ثانی قرار پائے جیسا کہ ان کے بڑے عالم محمود الحسن دیوبندی نے گنگوہی صاحب کے مرثیے میں لکھا ہے۔

زباں پر اہل اہوا کی ہے کیوں اعل ہبل شاید
اٹھا دنیا سے کوئی بانی اسلام کا ثانی!)

یہ عقائد ہیں جن پر تعلیمات دیوبند کی بنیاد رکھی گئی اور ان کا پرچار اصاغر دیوبند نے نہیں بلکہ اکابر دیوبند نے کیا۔ ملت اسلامیہ میں سب سے پہلے ایسے ایمان شکن اور کفری عقائد کی بنیاد رکھنے والے عام مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی سمجھتے ہیں۔ اسی کا نام ہے چوری اور سینہ زوری۔

علمائے اہل سنت نے جب اس مذہبی تخریب کاری اور فکری دہشت گردی پر احتجاج کیا تو توبہ کرنے کی بجائے سارا زور الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کے مصداق انہی کو گالیاں دینے پر صرف کر دیا۔ یقین نہ آئے تو ننگ اسلاف مولانا حسین احمد ٹانڈوی کی کتاب 'الشہاب الثاقب' کو دیکھ لیجئے جس کے سارے سو سوا سو صفحات میں اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کو چھ سو چالیس (۶۴۰) گالیاں دی ہیں۔ یہ ہے دیوبند کا فکری مزاج۔ اس مدرسے کی ساری تاریخ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ انگریز پرستی اور کانگریس پرستی۔ سات سو سالہ مسلم حکومت کی جگہ انگریز اقتدار لے رہا تھا تو علماء دیوبند مسلمانوں کے مقابلے میں انگریزوں کے ساتھ تھا اور انگریزی اقتدار جا رہا تھا اور مسلمان پاکستان کے حصول کی کوشش کر رہے تھے تو دیوبند مسلمانوں کے مقابلے میں کانگریس کے ساتھ تھا اور کانگرس کی طرح ایک قومی نظریے کا علمبردار تھا۔

تبلیغی جماعت

دیوبندی تعلیمات کو ذہن نشین کرانے کے لئے مولانا محمد الیاس کاندھلوی نے تبلیغی جماعت کا ڈھونگ رچایا۔ نماز کلمے کے نام پر حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کی محبت مسلمانوں کے دلوں سے نکالنے کے لئے شیطانی فریب کو تبلیغیوں نے موثر طریقے سے انجام دیا۔ جس طرح اولیاء کرام اپنے مریدوں کو صحبت سے سرفراز فرما کر کلمہ زبان سے دل تک لے جاتے ہیں۔ یونہی اس کے برعکس تبلیغی جماعت کے مبلغ بدنصیب لوگوں کو صحبت میں رکھ کر ان کے دل سے کلمہ نکال دیتے ہیں اور زبان پر لے آتے ہیں۔ ان اسلامی ساداھوؤں سے پوچھ کر دیکھ لو، ان کے نزدیک ہندوستان اور پاکستان میں کوئی فرق نہیں۔ ان کے ہاں آزادی اور غلامی یکساں ہے۔ ایمانی غیرت سے اس حد تک خالی ہیں کہ بھرے اجتماعات میں بھی مسلمانان کشمیر اور مسلمانان ہند کی نجات کے لئے صدا سے دعا بھی نہیں کر سکتے (یعنی ان کی دعاؤں پر بھی انڈیا اور امریکہ وغیرہ کا قبضہ ہے۔ وہی مانگتے ہیں جن کا انہیں حکم ہے)۔ سعودی عرب میں بھی ان پر پابندی لگا دی گئی ہے اور وہاں متعدد کتابیں ان کے اسلام کش کردار پر چھپ چکی ہیں۔ سعودی علماء کی تحقیق میں یہ بھی قادیانیوں کی طرح تبلیغیوں کا مشن بھی کام کرتا ہے۔ یہ بات بھی واقفان حال جانتے ہیں کہ سرزمین عرب میں جو روسی لٹریچر پہنچا ہے انہی کے بستروں میں چھپ کر پہنچا ہے۔ تبلیغی لوگ حج پر رائے ونڈ کے سالانہ اجتماع کو ترجیح دیتے ہیں اور مکہ معظمہ میں ہو کر بھی اس کی عظمت کے خلاف پراپیگنڈہ کرتے ہیں جبکہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی سے لوگوں کو اپنی مسجد نور میں لے جانے کی سعی منافقانہ کرتے ہیں۔

جماعت اسلامی:

دور آخر میں وہابیت کا رنگین ایڈیشن تیار ہوا یعنی ۱۹۴۱ء میں جناب مولانا مودودی نے جماعت اسلامی کی بنیاد رکھی۔ مولانا کو قدرت نے بڑی صلاحیتیں بخشی تھیں مگر افسوس انہوں نے انہیں خود پسندی بلکہ خود پرستی کی نذر کر دیا۔ تنقید کے زہریلے وار کرنے میں اتنے منہ زور ہیں کہ خلفائے راشدین تو ایک طرف انہوں نے انبیائے کرام علیہم السلام کا

بھی کوئی تاخیر نہیں کیا۔ یوں لگتا ہے جیسے وہ خدا کے بعد خود کو ہی بے عیب سمجھتے ہیں۔ ایک مفسر و مفکر کے مقام پر اکتفا کرنے کی بجائے امام مہدی بننا چاہتے تھے مگر بھانڈا پھوٹ گیا اور مجبوراً انہیں امام مہدی نہ ہونے کا اعلان کرنا پڑا۔ (دیکھئے مکالمہ کاظمی و مودودی اور آئینہ مودودیت) نوجوانوں پر جادو چلانے کیلئے انہوں نے جماعت اسلامی کی ذیلی شاخ اسلامی جمعیت طلبہ بھی قائم کی۔ دونوں جماعتیں مودودی صاحب کے مذہبی خیالوں پر مشتمل ہیں۔ اور یہ وہی کرتے ہیں جو انہیں مرکز سے حکم ملتا ہے۔ آج کل ان دونوں جماعتوں کی باگ ڈور قاضی حسین احمد صاحب کے ہاتھ میں ہے وہ بظاہر امریکہ اور لادینی قوتوں کو گالیاں دیتے ہیں مگر عملاً وہی کرتے ہیں جو اسلام دشمنوں کے منشاء کے مطابق ہوتا ہے۔

الغرض وہابیت کی کوئی سی صورت بھی ہو، جب اس کی بنیاد ہی فطرت میں ملت اسلامیہ کو پارہ پارہ کرنے کا جذبہ موجود ہے تو اسلام کے سچے سپاہی جو سے خوب پہچانتے بھی ہوں اسے کیونکر برداشت کر سکتے ہیں۔ چنانچہ پہلے دن ہی سے علماء اس کے تعاقب میں لگے رہے۔ محمد بن عبدالوہاب نے کتاب التوحید لکھی تو سرزمین عرب میں بیسیوں کتب اس کے جواب میں آگئیں حتیٰ کہ ان کے اپنے بھائی سلیمان بن عبدالوہاب نے اس کے جواب میں "الصواعق الالٰہیہ فی الرد الوہابیہ" تحریر فرمادی۔ برصغیر میں مولانا اسمٰعیل دہلوی کی تقویت الایمان نے سر اٹھایا تو مولانا فضل حق خیرآبادی، مولانا فضل رسول بدایونی اور خود ان کے اپنے خاندان کے صاحبزادوں نے مقابلہ کیا۔ حق و باطل کے یہ معرکے آج تک جاری ہیں۔ وہ صوفیہ عظام جو بظاہر خلوت پسند اور زندگی کے ہنگاموں سے دور تھے، دشمنان دین اور گستاخان رسول کے خلاف سربکف ہو گئے۔ مثلاً مجددی خانوادے کے عظیم صوفی و عالم حضرت شاہ احمد سعید صاحب مجددی علیہ الرحمہ کے بارے میں حضرت محمد مظہر مجددی علیہ الرحمۃ مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ میں لکھتے ہیں۔

گاہی ---- حضرت ایشان (شاہ احمد سعید) ---- ذکر کسی بہ بدی نمی فرمودند الا این فرقہ ضالہ وہابیہ را بجہت تحذیر مردماں قباحت افعال و اقوال شاں بیان می فرمودند۔

ترجمہ۔ حضرت شاہ احمد سعید علیہ الرحمہ کسی کا ذکر بھی کبھی برائی سے نہیں کرتے تھے۔ سوا وہابیوں کے گمراہ فرقے کے۔ لوگوں کو ان وہابیوں سے بچانے کے لئے ان کے افعال و اقوال کی قباحت بیان فرمایا کرتے تھے۔

صوفیہ نے عموماً مناظرانہ لب و لہجہ اختیار نہیں کیا مگر ان کی نگہ، توجہ اور کثرت کشف و کرامات مخالفین علم غیب و تصرفات کا بہترین عملی جواب تھی۔ انگریز حکومت اور اس کے زرخرید گماشتوں کی زہریلی سازشوں کے باوجود برصغیر میں لاکھوں کروڑوں کا ایمان سلامت رہ گیا تو وہ بھی غیور علماء و فقراء کا صدقہ ہے۔

دور حاضر کے بعض پیر

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ استاد کا اپنے شاگرد پر جو اثر ہوتا ہے اس سے کہیں زیادہ پیر کا مرید پر ہے۔ یعنی پیر و مرید کا روحانی تعلق دنیا کے دوسرے تعلقات سے مضبوط تر ہوتا ہے چنانچہ اولیاء کاملین علیہم الرحمہ نے حضور پرنور ﷺ کی روحانی وراثت پر فائز ہو کر ملت کی اخلاقی و فکری تعمیر میں جو کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ یقیناً بے مثال ہیں۔ آج کے دور میں جب کفر و ضلالت کی یلغار عروج پر ہے، امت مسلمہ کی اکثریت اسلام اور کتاب و سنت سے عقیدے کے طور پر ہی سہی وابستہ ہے تو انہی پیران حرم کا صدقہ ہے۔ وہ فاقہ کش ان پڑھ اور سیدھے سادے لوگ جنہیں خدا اور رسول پر ایمان کامل اور اسلامی نظریہ حیات پر یقین واثق ہے، انہی اللہ والوں کے فیض سے مستنیر ہیں۔ مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی جیسے علمائے حق، علامہ اقبال جیسے حکیم امت اور قائد اعظم محمد علی جناح جیسے ملی رہنما انہی بزرگوں کی دعا و توجہ سے تیار ہوئے اور ہوتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ محبت خدا اور رسول کی سرمستیاں، ذکر و فکر کی رونقیں، ہاؤ ہو کے ہنگامے، صدق و صفا کے انوار، مہر و مروت کے مظاہر، ایثار و محبت کی داستانیں اگر زندہ ہیں تو اس لئے کہ اہل دل زندہ ہیں۔ ہاں ہاں یہی وہ صورت حال تھی جس کے پس منظر میں شاعر مشرق نے فرمایا تھا۔

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں
تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی، ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں
ترستی ہے نگاہ نارسا جس کے نظارے کو
وہ رونق انجمن کی ہے انہیں خلوت گزینوں میں

فی الواقع قدسی نفوس بزرگوں کا ملت اسلامیہ پر یہ احسان عظیم ہے جسے وہ فراموش کر سکتی ہے اور نہ اپنی گردن سے اتار سکتی ہے۔

مگر افسوس، صد افسوس پیر زادگان دین جن کے آستانے کبھی اشاعت دین کا مرکز بلکہ اسلام کا گہوارہ بنے ہوئے تھے ان کے بعد اکثر ان کی خانقاہیں اپنا دینی و روحانی امتیاز برقرار نہ رکھ سکیں۔ کتنے ہی ایسے صاحبزادے ہیں جو نماز روزہ بلکہ اسلامی شکل و صورت تک کو خیر باد کہہ چکے ہیں اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ کتنے ہی ایسے پیرزادے ہیں جو شراب اور جوا کے رسیا اوباش رئیس زادوں کی حیثیت سے زندگی بسر کرتے ہیں، کتنے ہی ایسے 'عرس' ہیں جو اب کھیل کود اور ناچ گانے کے لئے وقف ہوئے ہیں۔ کتنے ہی ایسے دربار ہیں جہاں مردوں عورتوں کے اختلاط پر کوئی پابندی نہیں اور کتنے ہی ایسے 'مرید' ہیں جنہیں خدا اعلیٰ سے قطعاً کوئی واسطہ ہی نہیں۔

یہ شیطانی پیر اولیاء اللہ (یعنی اللہ کے دوست) نہیں بلکہ اولیاء الشیطن (شیطان کے دوست) اور حزب اللہ (اللہ کی پارٹی) کے نہیں بلکہ حزب الشیطان (شیطانی پارٹی) کے رکن ہیں۔ انہیں سمجھانا بے سود ہے کیونکہ ان کے خیال میں فقیروں اور مولویوں کا ہمیشہ آپس میں بیر رہا ہے۔ انہیں علم دین سیکھنے سے کوئی دلچسپی نہیں کیونکہ ان کے نزدیک دین تو وہی کچھ ہے جو ان کے دل سے نکل کر ان کی زبان پر جاری ہوتا ہے۔

ان کے علاوہ کچھ اور پیر بھی ہیں جو پیری کے لبادے میں دوسرے مذہبی طبقوں سے درآمد ہوئے ہیں۔ انہیں اس بات کا خوب علم ہے کہ سنی حضرات پیروں فقیروں کے بہت قائل ہیں تو اس میلان سے فائدہ اٹھا کر وہ بھی 'پیر' بن کر متاع ایمان لوٹتے ہیں۔ ان لوگوں کا اصل مقصد مسلمانوں کے دلوں سے حضور پر نور ﷺ کی محبت نکالنا ہے، لہذا فریب دہی کی تکمیل کے لئے یہ شریعت کے لبادے میں آتے ہیں اور امت کو شریعت کے ساتھ جو محبت ہے اس سے فائدہ اٹھا کر حسب موقعہ یہی حکمت عملی وضع کرتے ہیں اور آہستہ آہستہ دلوں کو مسحور و مسموم کرتے ہیں۔ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ جناب مولانا مملوک العلی نانوتوی وائس پرنسپل گورنمنٹ عربی کالج دہلی کی یہی سوچ تھی جس کا فیض مولانا محمد قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی کی شکل میں ظاہر ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ انگریزوں نے قادیاں کو اپنے خود کاشتہ 'نبی' سے نوازا اور دیوبند کو خود کاشتہ ولیوں سے بھر دیا۔ غیر مقلدوں نے بھی 'پیری مریدی' کی نقل کی مگر دیوبند کا دیوزیادہ طاقتور ثابت ہوا۔

اب تک جن 'پیروں' کا ذکر ہوا یہ سب اہل سنت سے باہر کے ہیں۔ مگر کچھ اور پیر بھی ہیں جو اہل سنت کیلئے کم خطرناک نہیں۔ یہ بزرگوں کے مخصوص و ممتاز آستانوں کے سجادہ نشین ہیں یا سجادہ نشین ہونے والے ہیں۔ ان کے آباؤ اجداد نے صدیوں تک قوم کی رہنمائی فرمائی مگر ان کی باری آئی تو یہ بدقسمتی سے تعلیم و تربیت کا پورا فیض حاصل نہ کر سکے۔ بعض کو غلطی سے دیوبند یا دیوبندی مدارس میں داخل کرا دیا گیا اور نتیجہ یہ نکلا کہ ان کے اثرات طبیعت میں رچ بس گئے یا کسی دینی مدرسے میں داخل ہوئے بغیر سکول و کالج سے علم حاصل کیا اور پھر اپنے زور مطالعہ سے مجتہد بن کر ابھرے۔ مطالعے کے دوران جس جس دلیل کو مضبوط پایا، عقیدہ وہی گئی اور اس طرح ان کا مذہب مختلف مذاہب کا معجون بنتا گیا۔ عموماً عربی زبان سے ناواقف ہوتے ہیں لہذا صرف و نحو، علم بیان، علم بدیع کے تقاضوں سے انہیں کوئی بحث نہیں۔ ان کا سارا مطالعہ تفسیر و حدیث بھی اردو ادب تک محدود رہتا ہے مگر بزعم خود ائمہ، فقہاء، محدثین اور مجددین تک سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ کہلانے کو حنفی اور نقشبندی و قادری بھی ہیں مگر سراج الائمہ امام اعظم، حضور سیدنا غوث اعظم یا حضرت سیدنا مجدد الف ثانی علیہم الرضوان کے ارشادات کو بھی اپنے لئے بوجھ سمجھتے ہیں۔ یہ تاریخ سے اپنی مرضی کے حوالے نکال لیتے ہیں، فراخدلی سے انہیں پیش کرتے ہیں مگر ان کے جواب میں ان کے مشائخ کا حوالہ بھی دیا جائے تو جز بز ہو جاتے ہیں۔ یعنی ان کی مریدی کا تقاضا یہی ہے کہ ان کے آباؤ اجداد کی تعلیمات پر ان کی اپنی تحقیق کو ترجیح دی جائے اور انہیں اس پائے کا رہنما تسلیم کیا جائے جس کی سلف و خلف میں کوئی مثال نہیں، چونکہ ان کا مذہب خانہ ساز ہوتا ہے اس لئے اکبر کے دین الٰہی کی طرح ان کے مذہب میں بھی خارجیت اور اکثر رافضیت کے اجزاء ہوتے ہیں مثلاً اس قسم کے بعض پیرزادے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سخت دشمن ہوتے ہیں۔ اب انہیں کسی بڑے سے بڑے بزرگ کا حوالہ دیں ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگے گی۔ لاکھ کہئے آپ سنی ہیں، حنفی ہیں، نقشبندی ہیں، قادری ہیں، برا مانیں گے۔

﴿جاری ہے﴾

اتحاد ملت کی ضرورت و صورت

قسط: 2

پروفیسر محمد حسین آسی
علیہ الرحمہ

توحید کا "بدعی" مفہوم وہ لوگ جو صرف دل سے قوم کو متحد و منظم دیکھنا چاہتے ہیں، انہیں محض چاہنے سے قوم کو متحد کرنے میں کامیابی نہیں ہوگی بلکہ پہلے قوم کے متحد نہ ہونے کی وجوہات پورے خلوص سے تلاش کرنی چاہئیں اور ان کے سدباب کی فکر کرنی چاہیے۔ ہم نے اوپر کی سطور میں انتشار کی پہلی وجہ کی نشاندہی کر دی ہے اور وہ ہے ذات رسالتمآب ﷺ کی عظمت و رفعت سے بعض ضمیر فروش لوگوں کا صرف نظر۔ ہم پورے وثوق سے یہ بات کہتے ہیں کہ یار لوگوں نے "توحید" کے نام سے محض فریب دیا ہے۔ انہیں حقیقت میں اس سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ یعنی وہ محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء سے بغض رکھتے تھے، اور انہیں آپ ﷺ کی بے ادبی و گستاخی ہی مقصود تھی، مگر انہیں جرات تھی کہ کھلم کھلا گستاخی اختیار کی تو پوری قوم بالاتفاق ہمارے خلاف ہو جائے گی، ہمیں مرتد کہہ کر ہمارے قتل کے درپے ہو جائے گی۔ اس دوران میں باہمی انتشار ہی نہیں پھیلانا جو اس گستاخی و بے ادبی کا بھی اصل مقصود ہے لہٰذا اپنے آپ کو مصائب و آلام سے بچانے کیلئے، اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کیلئے اور اپنے آپ کو قوم کا خیر خواہ اور دیانتدار ثابت کرنے کیلئے انہوں نے "توحید" کا نعرہ لگایا۔ اگر "توحید" ہی انہیں مقصود ہوتی تو بتائیے کیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور سے لے کر کسی نے توحید کی بات بھی نہیں کی تھی اور کیا صحابہ کرام کے بعد تابعین و تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، فقہاء و محدثین کتاب و سنت کے بلند پایہ مفسرین و شارحین، صوفیہ و متکلمین سب کے سب "توحید" سے بے بہرہ تھے۔ کیا وجہ ہے کہ "توحید" کی جو تشریح محمد ابن عبد الوہاب نجدی اور محمد اسماعیل دہلوی نے کی، ان سے پہلے ساری امت میں کسی نے نہیں کی۔ اور کتاب و سنت سے جو تمام تر دلائل ان دو شخصوں نے اخذ کئے، ان سے پہلے کسی اور نے نہیں کئے۔ حتیٰ کہ ان دونوں کے خاندان اپنے اپنے دور میں اپنے ملک میں علمی خدمات کی بنا پر جانے پہچانے تھے، مگر ان دو سے پہلے ان کے خاندانوں میں سے بھی کسی نے "توحید" کا مسئلہ اس طرح لب و لہجہ میں بیان نہیں کیا۔ بلکہ سب سے اہم بات یہ ہے کہ دونوں کے خاندان کے لوگ ان دونوں سے بیزار تھے۔ محمد بن عبد الوہاب نے "توحید" کا واویلا شروع کیا تو سب سے زیادہ مدلل اور فوری تعاقب اس کے بھائی علامہ سلیمان بن عبد الوہاب نے کیا اور اس کے نظریات کے تعاقب میں "الصواعق الالٰہیہ فی الرد علی الوہابیہ" لکھی اور اسمٰعیل نے سر اٹھایا تو اس کی سرکوبی بھی اس کے چچا شاہ رفیع الدین علیہ الرحمۃ کے صاحبزادوں مولانا مخصوص اللہ اور مولانا محمد موسیٰ صاحب نے کی۔ مولانا مخصوص اللہ نے اس کی تقویۃ الایمان جیسی واہیات کتاب کے جواب میں "معید الایمان" لکھی اور محمد موسیٰ نے حجۃ العمل فی اثبات الحیل لکھی نیز دہلی کی جامع مسجد میں دہلی کے سب علماء و فقہاء کو بلا کر ان کے سامنے اسے ذلیل کیا۔ آخر یہ سب کیوں ہوا اور دو عظیم خانوادوں کے چشم و چراغ کیوں بہک گئے۔

وہ لوگ جنہیں حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے بیٹے کنعان کا قصہ یاد ہے، ان کیلئے اس میں کوئی حیرت نہیں۔ اس لئے کہ دنیا میں ایسا ہوتا آیا ہے اور اللہ کی قدرت کے ظہور کا ایک رنگ یہ بھی ہے۔ کہ وہ خود فرماتا ہے۔

"یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ" ... (الروم ۱۹)

ترجمہ: کہ وہ زندہ کو نکالتا ہے مردے سے اور مردے کو نکالتا ہے زندہ سے

یہ بھی اسی کی تفسیر ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن سے کافر اور کافر سے مومن پیدا کرتا ہے۔

<u>توحید کے پیچھے کون</u> مرزا قادیانی انگریزوں کی دریافت تھا اور ایمان و ضمیر کا بدترین سودا اس نے اپنے غیر ملکی آقاؤں کے ہاتھ پر کیا تھا تاہم سنا ہے کہ اس کے اساتذہ ان کی تعلیم کے دوران ہی اپنی فراست مومنانہ کی بنا پر کہا کرتے تھے کہ "لگتا ہے، یہ بے ایمان ہوگا اور لوگوں کو گمراہ کرے گا" محمد بن عبد الوہاب کے اساتذہ بھی اس کے بارے میں اسی قسم کی پیش گوئیاں کرتے تھے (دیکھئے گنبد خضریٰ از مولانا معراج الاسلام) مگر حتمی فیض اس نے بھی ایک انگریز جاسوس ہمفرے سے لیا جیسا کہ "ہمفرے کے اعترافات" جیسی جاسوس کی ڈائری سے ظاہر ہوتا ہے۔ محمد اسماعیل کا دارومدار بھی انگریزی مدارت پر تھا۔ کہتے ہیں مسلمان اس کی ہرزہ سرائی کے خلاف انگریز ریزیڈنٹ جو دہلی کا اصل منتظم تھا سے شکایت کرتے تو وہ یہ نہ کہتا کہ سمعیل ہمارا اپنا تیار کردہ ہے بلکہ ان لفظوں میں اپنی غیر جانبداری کا ڈھونگ رچاتا کہ ہماری عملداری میں سب کو مذہبی آزادی ہے

بات لمبی ہوگئی کہنا یہ تھا کہ مسلمانوں میں سے ہو کر مسلمانوں کے مفاد کے خلاف اگر کوئی شخص منصوبہ بندی کرتا ہے تو پہلے از راہ کرم اس منصوبے کا تعین کیجئے۔ اس کے غبارے میں سے ہوا نکالئے اور پھر اتحاد کی کوشش شروع کیجئے۔

مسلمان <u>بھائی بھائی</u> ملت کو متحد ہونا چاہیے اور یقیناً ہر دور میں خصوصاً اس دور میں سب سے زیادہ اسی کی ضرورت ہے۔ اسی لئے کتاب و سنت نے مسلمانوں کو آپس میں ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا ہے۔ مگر سوچیے دو شخصوں کے باہمی بھائی ہونے کا رشتہ کس بنیاد پر ہے، یہی نا کہ ان کا باپ ایک ہے، مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں تو کیوں؟ اس لئے کہ ان کے روحانی باپ حضور ﷺ ہیں۔ بھائی بھائی کا یہ رشتہ اسی صورت میں مضبوط ہو سکتا ہے۔ کہ باپ کے مقام کی حفاظت کی جائے جو شخص اپنے باپ کا ہی احترام نہیں کرتا اسے اپنے بھائی کے ساتھ کیا محبت ہوگی۔ یونہی ملت سلامیہ کا جو فرد اس ذات ستودہ صفات ﷺ کا گستاخ و بے ادب ہے، ملت سے کیا سروکار۔ حضرت اقبال علیہ الرحمۃ نے حضور انور ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں کیا خوب عرض کیا ہے۔

یہ زائران حریم مغرب ہزار رہبر بنیں ہمارے" ہمیں بھلا ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے نا آشنا رہے ہیں

ظاہر ہے اقبال کا مقصود زائران حریم مغرب ہی نہیں، اگر زائران حریم مشرق حضور ﷺ کے مقام سے، عظمت سے اور ادب سے نا آشنا ہیں تو وہ بھی ہمارے کیا لگتے ہیں، آپ جانتے ہیں حضرت اقبال کو فرقہ بندی سے کتنی نفرت تھی، انھوں نے بار بار مختلف الفاظ میں ملت کے انتشار کا رونا رویا ہے۔ مثلاً آپ کا مشہور شعر ہے۔

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں،

ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

یوں تو سید بھی ہو، مرزا بھی، افغان بھی ہو تم بھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

ان کے نزدیک اصل بات ہے "اسلام" اگر اسلام سے وابستگی نہیں، اسلام پر ناز نہیں، اسلام ہماری شناخت نہیں تو باقی سب کچھ بے معنی ہے۔ اسی لئے مولانا حسین احمد ٹانڈوی (صدر دیوبند)، نے ۱۹۳۸ء میں کہا کہ "قومیں وطنوں سے بنتی ہیں" تو آپ نے فرمایا

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ

ز دیو بند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است

چہ بے خبر ز مقام محمد ﷺ عربی است

اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

ترجمہ ۱ عجم کو ابھی تک دین کی رمزوں کا پتا نہیں، ورنہ دیوبند کا حسین احمد (یہ بات کہے) کتنی حیرت کی بات ہے۔

۲ اس نے منبر پر چڑھ کر یہ (کانگریسی) راگ الاپا ہے کہ ملت وطن سے بنتی ہے آہ حضور سیدنا محمد عربی ﷺ کے مقام سے کیسا بے خبر ہے۔

۳ (اے حسین احمد) اپنے آپ کو حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کردے کہ دین اول سے آخر تک حضور ﷺ کی نسبت وغلامی کا ہے، اور گر حضور ﷺ سے تجھے تعلق نہیں تو اس روش کا نام بولہبی و بوجہلی ہے۔

دیکھا آپ نے ملت کا سارا دارومدار تو حضور ﷺ کی ذات پاک پر ہے، اگر ایک شخص اسی ذات کا دشمن ہے یا بے ادب ہے تو وہ ملت کے کس کام کا۔ ہاں ہاں جو باپ کا نہیں، بھائیوں کا کیا لگتا ہے۔ وہ ملت میں انتشار تو پیدا کر سکتا ہے، اسے اتحاد کیسے میں اسے کیا دلچسپی ہوگی۔

__دشمن کا مفاد__ جن دو شخصوں کو ہم انتشار کے دو بانیوں کی حیثیت سے اس تحریر میں پیش کر رہے ہیں، ان (دونوں) کے بارے میں یہ تحقیق اظہر من الشمس ہے کہ دونوں کو ملت کا نہیں ملت دشمنوں کا مفاد عزیز تر ہے اور انہوں نے جو توحید پسندی و وہابیت میں وحدت کیلئے نہیں تھی بلکہ وحدت میں انتشار پیدا کر کے انگریزوں کو فائدہ پہنچانے کیلئے تھی۔ محمد بن عبدالوہاب کا جاسوس انگریز ہمفرے نے قبول دیا کہ کس طرح اس نے توحید پسندی اور وہابیت سے فائدہ اٹھا کر اس کو نبیوں ولیوں کی گستاخی پر آمادہ کیا اور مزارات کو جس سے قوم وابستہ تھی ڈھانے کی پٹی پڑھائی۔ آپ ہمفرے کے اعترافات جیسی کتاب، جو انگریزی، ترکی، عربی، فارسی اور اردو میں شائع ہو چکی ہے، دیکھ لیں تو کوئی شبہ نہیں رہتا۔ انگریزوں کی مثالیں

۱ انگریزوں کو یہ درود و سلام بھی چبھتا تھا جس سے حضور پرنور ﷺ کی حیات اور سماعت کا عقیدہ ظاہر ہوتا ہے یعنی "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ"

۲ قرآن پاک اور حدیث کی کتابوں کا احترام بھی انہیں ناپسند تھا، وہ انہیں عام کتابوں کی سطح پر لانا چاہتے تھے۔

۳ وہ مسلمانوں کے سروں سے عمامے بھی اتروانا چاہتے تھے۔

چنانچہ وہابیہ کا مدعا درود شریف کے بارے میں جو بھی ہے ڈھکا چھپا نہیں۔ وہاں الحرم حبیب مدینہ منورہ میں ... حرم میں بھی درود شریف ... سامنے بیٹھے اور پیچھے پڑھا جاتا ہے، چنانچہ پڑھنے والے ... درود شریف پڑھ رہے تھے تو انہیں مسجد حرام میں شہید کیا گیا۔

قرآن پاک اور حدیث پاک کی کتابوں کے بارے میں وہابی ... دیکھنا ہو تو آپ بھی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی مساجد میں جا کر دیکھ لیں۔ آپ کو بہت سے قرآن پاک مسجد الحرام اور مسجد نبوی تک میں ... ستونوں کے ساتھ نیچے چھوٹے چبوترے پر ... وہاں قرآن پاک بھی ہیں۔ جوتیاں بھی معاذ اللہ کسی کے ہاتھ میں ... یہ دردناک منظر وہاں عام ہیں ... تو اس کا سبب یہی ہے کہ یہاں کی ... سے برداشت نہیں کرتے۔

سروں سے عماموں کا غائب ہونا بھی ظاہر ہے ... ہوتے

بادشاہوں اور پیروں بلکہ حرمین شریفین کے اماموں ... کے سروں پر بھی ... مسلمانوں کے ظاہری عیب اب کی علامت ہے، انگریز اسے بھی برداشت نہیں کرتے تھے، محمد بن عبدالوہاب کی قوم نے قرآن مجید کی ... اور ... سادگی لباس کی بجائے نجدی لباس کا رواج ڈالا۔

__انتشار ہی انتشار:__

وہی انگریز نے معاذ اللہ اسلام کو تباہ و برباد کرنے کیلئے جس قسم کا انتشار پیدا کرنا چاہا تھا، اس کے زرخرید غلاموں نے پیدا کر دیا۔ ان کی تقریر، ان کی تحریر، ان کی عادات ان کا "جہاد" سب ہی انتشار کی نذر تھے۔ خود انہیں بھی اعتراف تھا کہ ملت اسلامیہ پارہ پارہ ہو رہی ہے۔ چنانچہ "تقویت الایمان" لکھی تو مولانا محمد اسماعیل نے خود اس پر تبصرہ فرمایا۔

"اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ آ گئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے گو اس سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائے گا۔" (ارواح ثلاثہ از مولانا تھانوی)

خود ہے اقرار انہیں اپنی ستمگاری کا
پھر بھی مجھ سے ہے یہ اصرار کہ ایسا نہ کہوں

جس کتاب سے لڑائی شروع ہوئی جب تک وہ کتاب موجود ہے، لڑائی کیونکر ختم ہوگی کیا ہی سادگی ہے۔ بعض جگہ تیز الفاظ نہیں بلکہ اکثر جگہ تیز الفاظ ہیں اور بعض جگہ تشدد نہیں، کثر جگہ تشدد ہے۔ یہ تیزی اور یہ تشدد کیوں نہ ہوتا، نظام عقائد اور نظام اعمال تو نئے سرے سے تصنیف کیا جا رہا

ہے۔ عقیدۂ توحید اور عقیدۂ ختم نبوت [illegible] بنیادیں ہیں [illegible] کوشش کی جائے تو [illegible]
[illegible] کرنا چاہتے ہوں، بلکہ یہی ان کا ذریعہ معاش ہو [illegible] زندگی کا [illegible]
[illegible] اکرم ﷺ کی اطاعت اور [illegible] مقصد سے کیا غرض ہے۔

پیر کامل [illegible] اسماعیل نے جس شخصیت کے ہاتھ [illegible] پرست پر بیعت کی [illegible] "انگریز" [illegible] سید
[illegible] وہ انگریز کی محبت میں کامل تھے۔ [illegible] وہ بہت بھی [illegible] تھے "[illegible]" [illegible] میں رہا تھا اور پھر بھی
[illegible] کو انگریزوں کے خلاف دیکھتے۔ [illegible] "کرامات" دیکھے [illegible] ہوشیار ہو گئے۔ چنانچہ جس
سید احمد صاحب کا [illegible] عقیدت مند بلکہ [illegible] تھا لکھتا ہے۔

[illegible] ۱۸۰۹ء تک سید احمد صاحب امیر خاں کی ملازمت میں رہے مگر یک [illegible] کیا کہ انگریزوں
اور امیر خاں [illegible] کرا دی۔ سید احمد صاحب نے امیر خاں کو [illegible] میں [illegible]
کی [illegible] سے بہت خوش تھا کیونکہ امیر [illegible] انگریزوں کا بھی
ناک میں دم کر دیا تھا سید احمد صاحب نے اس حالت سے [illegible] میں [illegible]

[illegible]

[illegible] کتنا افسوس ناک اور سیاسی و ملی نقطہ نظر سے کیسا خطرناک ہے [illegible] مسلمانوں میں [illegible] ختم کر دو اور جس جس بات پر
[illegible] اس کے برعکس جو مسلمان انگریز [illegible] کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دو۔
[illegible] ملت کے مفاد کا تقاضا
[illegible]

[illegible] سے بغاوت [illegible] نہیں جانتا خلافت [illegible] سیاست کا محور [illegible] مرکز [illegible] اور دشمنان اسلام ہر
[illegible] چاہتے تھے اور صدیوں سے اس کے خلاف منصوبہ [illegible] ہوئیں تو "[illegible]" کی
[illegible] اسلامی شعائر کو ایک ایک کر کے مٹا [illegible] صدر اول کے مزارات [illegible] ادھر مسلمانوں کی سیاسی
مرکزیت اور رعب و وقار ختم کرنے کیلئے "ترکی" کی [illegible] خلافت سے بغاوت [illegible] مرحوم نے [illegible] کا
[illegible] کراچی میں تقریر کے دوران فرمایا۔

[illegible] فیصل [illegible] کے برخلاف ہو جائیں تو [illegible] کو بھی تیار کر لیا ہے اور وہ
ابن سعود [illegible] سے بوقت ضرورت اس کو شریف کی جگہ بٹھا دیا
جائے۔ ([illegible] الحق قاسمی دیوبندی)

ابن سعود کا [illegible] ۱۹۲۰ء تک جاری رہا۔ (سوانح سلطان ابن سعود [illegible] بی۔ اے)

مولانا ظفر علی خاں مرحوم نے فرمایا

اس [illegible] ترک [illegible]	[illegible] زلف [illegible] کا اسیر
اسماعیلیوں پہ اس سے برسوائیں کو بیاں	پھر کیوں نہ [illegible] ([illegible])

[illegible] گروہی مفادات کے برعکس ملت کا مفاد و وقار [illegible] مخالفت سے وابستہ ہو گیا [illegible] دشمنوں کے

شائع کرنے کے وحید جو رہی تھی پہلے مسلمانوں کو منتشر کیا گیا اور پھر خلافت سے غداری و بغاوت کر کے حجاز و نجد وغیرہ پر قبضہ کیا۔ جنہیں انگریز بہت کچھ سمجھ چکے تھے۔ انہیں کون سمجھائے کہ امت کیا ہے، امت کا مفاد کیا ہے اور امت کے اتحاد کی کیا ضرورت ہے۔ اور یہ "مقدس" مقامات پھر حرمین شریفین پر قبضہ کر کے بیٹھ گئے۔

افسوس قصہ یہ عیسائیوں کی اس [illegible] سے کہ مسلمانوں کو اسلامی وحدت سے ہٹانے کیلئے خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ضروری ہے، لہٰذا مسلمانوں کو [illegible] عقائد کی [illegible] میں [illegible] خلافت عثمانیہ کے خلاف فضا ہموار کرو۔ انگریز جاسوس ہمفرے کے [illegible] بہت کی تدبیر کے [illegible] محمد بن عبد [illegible] بھی جو فطری طور پر کم ظرف اور خود پسند تھا، اس کے قابو آ گیا جس نے "توحید" کے نام پر مسلمانوں کا قتل عام کیا، [illegible] اپنے گورے آقاؤں سے وفاداری کا حق ادا کیا پھر یہ سلسلہ جاری ہو گیا اور بالآخر خلافت کا خاتمہ ہو گیا۔

سب سے بڑا کارنامہ [illegible] سے حفظ نظر سے [illegible] سب سے بڑا کارنامہ خلافت کا خاتمہ نہیں بلکہ مقام نبوت کو متنازعہ بنانا ہے [illegible] سلام [illegible] مسلمان مقام نبوت پر کار [illegible] مشرکوں اور [illegible] سے مناظرے کرنے سے [illegible] میں گم ہو گئے۔ [illegible] توحید [illegible] صداقت کے دلائل سمجھے جاتے تھے بدلی ہوئی صورت حال میں بعض لوگوں نے [illegible] تعبیر کیا [illegible] عیسائیوں [illegible] شاید متحد ہیں، ہندو کروڑوں خدا ماننے کے باوجود باہم ایک ہیں اور ایک خدا [illegible] اپنے ہی [illegible] ﷺ کے [illegible] پر۔ [illegible] سوائے قوم کو متحد دیکھنے کی تمنا کرنے والو!

[illegible] اس صورت [illegible] تعبیر ہو سکتا ہے یاد رکھو جو لوگ اللہ کے حبیب لبیب ﷺ کی [illegible] اللہ کی غیرت کے خلاف ہے انہیں ہمارے خدمت اسلام کی توفیق ہے۔

خرابی وحدت [illegible] سب قوم کو ایسے پڑی ہوئی دیوار بن جانا چاہیے، خود اس قسم کی فرقہ وارانہ [illegible] اس تنازعہ میں [illegible] کر رہا چاہتے ہیں، [illegible] شخص پر لعنت بھیجتے ہیں ورنہ ہماری لعنت سے اس کا کیا بنے گا۔ [illegible] پر اللہ کی لعنت۔ اللہ کے پاک انبیاء علیہم السلام کی لعنت، سارے فرشتوں کی لعنت ہو بلکہ ساری مخلوق کی لعنت جو امت کے اتحاد کا دشمن ہے۔ ہم اسے سب سے [illegible] ضروری سمجھتے ہیں مگر [illegible] ضرورت [illegible] ضروری ہے کہ اس کو بھی سمجھ لیا جائے یعنی یہ کہ اتحاد کیوں نہیں اور کیوں کر ہو سکتا ہے۔ [illegible] امت کے [illegible] سب سے [illegible] ضروری یہ ہے امت کے والی ﷺ پر تنقید بند کر دی جائے اور جو لوگ حضور پرنور ﷺ کی شان میں [illegible] پوری قوم مسترد کر دے۔ حضور ﷺ کی شان و عظمت کو فرقہ وارانہ مسئلہ سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ حضور پرنور کسی خاص فرقے کے رسول ہیں۔ جب سب حضور ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں تو سب کو حضور ﷺ کا ادب کرنا چاہیے نہ یہ کہ اسے شرک ٹھہرا لیں۔ یہ ممکن ہے کہ صرف اس اقدام سے کہ پوری قوم حضور ﷺ کی تعظیم پر کمربستہ ہو جائے اور عہد کرے کہ آئندہ کسی گستاخ کو برداشت نہیں کیا جائے گا، رب اکرم ہم سے راضی ہو جائے اور ہم جو دنیا کی قوموں میں ذلیل ہوتے جا رہے ہیں یہ صورت حال بدل جائے۔

یاد رکھو! [illegible] نے قوم کو دھوکا دیا ہے جنہوں نے عظمت مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کے انکار کو توحید کا تقاضا اور خدا کی خوشنودی کا ذریعہ بتایا، واللہ ایسا ہرگز ہرگز نہیں۔ اللہ کے نزدیک قوم کی بقا بلکہ ساری دنیا کی بقا تک، ہم نہیں جتنی اس کے محبوب یکتا ﷺ کی تعظیم اہم ہے اس نے ساری دنیا بلکہ ساری مخلوق اپنے حبیب ﷺ کی عظمت ظاہر کرنے کیلئے پیدا فرمائی ہے، لہٰذا اس کے نزدیک ساری مخلوق کو اس حبیب ﷺ کی عظمت پر قربان کیا جا سکتا ہے اس نے اپنے حبیب پاک ﷺ سے صاف صاف فرما دیا۔

"لَقَدْ خَلَقْتُ الدُّنْيَا وَاَهْلَهَا لِاُعَرِّفَهُمْ كَرَامَتَكَ وَمَنْزِلَتَكَ عِنْدِيْ وَلَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا" (انوار احمدی بحوالہ ابن عساکر) یقین جانئے، میں نے دنیا اور اس کے رہنے والوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ آپ کی اس بزرگی اور مرتبے سے آگاہ کروں جو میرے نزدیک ہے اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا ہی نہ کرتا۔

سلسلہ خطابات

حضور مفکر اسلام

شوکت و سطوت صرف حضور علیہ التحیۃ والثناء کی محبت اور غلامی میں

ترتیب: علامہ محمد ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ○ والصلوٰۃ والسلام علی من کان نبیا و ادم بین الماء والطین ○ وعلی الہ واصحابہ المکرمین المعظمین ○ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

ولا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین ○

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلی الک واصحابک یا حبیب اللہ

... ... پا مینوں علی پور والیا شاہا

خدا ... جا ... مینوں علی پور والیا شاہا

جیویں ایک نابئی رنگیا سی خوجہ باقی نے

تویں ہی رنگ جا مینوں علی پور والیا شاہا

لالا ڈاکٹر روحانیاں نے ہسپتالاں تیں

کجھ ... ... مینوں علی پور والیا شاہا

حضرت محترم! موجودہ صورت حال آپ حضرات کے سامنے ہے۔ عالم اسلام جن خطرات سے دوچار ہے وہ کسی صاحب ... سے پوشیدہ نہیں اور حقیقت یہ ہے کہ غالباً قیام پاکستان کے بعد جتنی نازک صورت حال اب ہے، پہلے کبھی نہیں آئی۔ اس وقت پورا عالم کفر، عالم الحاد، کفر و شرک کے نمائندے فرزند سب اکٹھے ہو کر اسلام کے در پے ہیں۔ اور معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ان سچائی کے علمبرداروں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینا چاہتے ہیں اور معاذ اللہ اسلام کی شمع روشن کو بجھا دینا چاہتے ہیں۔ اس نازک صورت حال میں ہر حساس، رکھنے والا دل پریشان ہے جس کسی کی بھی اس صورت حال پر نگاہ ہے وہ متفکر ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور کس جرم کی سزا دی جا رہی ہے۔ کس بنا پر ملت اسلامیہ کو مٹانے کے پروگرام بن رہے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ لیکن جب ہم قرآن حکیم فرقان حمید اٹھا کر دیکھتے ہیں، اس کا مطالعہ کرتے ہیں تو اللہ کریم اس صورت حال کے سلسلے میں گویا ملت اسلامیہ کو ایک خوشخبری دے رہا ہے اور ہمارے غم و الم میں ڈوبے دلوں کو تسلی دے رہا ہے۔ یہ قرآن پاک جو ہدی کتاب ہے، ہمیشہ کیلئے ہے اور ہمیشہ کے مسائل اس سے حل ہوتے ہیں۔ رب ذوالجلال ارشاد فرماتا ہے۔ وَلَا تَهِنُوا تمہیں سست نہیں ہونا۔ اگرچہ حالات بڑے سنگین ہیں وَلَا تَحْزَنُوا اور تمہیں گھبرانا نہیں وانتم الاعلون اور اعلیٰ تم ہی رہو گے۔ غالب تم ہی رہو گے اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ بشرطیکہ تم مومن ہو۔ اگر تمہارے ہاتھوں میں دامن سلام ہے، اگر تم اپنے اللہ کی بے پناہ قدرتوں پہ یقین رکھتے ہو اگر رب کے محبوب اعظم و اکبر، دو جہاں کے والی و مختار حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ تمہارا تعلق غلامی مضبوط ہے، حضور ﷺ کا نور عشق تمہارے دلوں میں روشن ہے، اگر تم واقعی صحیح معنوں میں مومن ہو تو پھر تمہیں اس بات سے ڈرنے کی بالکل ضرورت نہیں کہ دنیا کی سپر پاورز تمہارے خلاف ہیں، اس بات سے ڈرنے کی بالکل ضرورت نہیں کہ ان کے پاس اسلحہ زیادہ ہے، ٹیکنالوجی زیادہ ہے،

وہ اس وقت کا گویا ... [illegible] ... جو
شخص اپنے اللہ اور اس کی بے پناہ قوتوں اور قدرتوں والے پر سر جھکائے ہوئے ہے جس کا دل خدائے واحد وقہار کی عظمتوں پر مطمئن ہے اور وہ جانتا ہے کہ میرا رب قادر مطلق ہے زمین و آسمان کا خالق و مالک اور رازق ہے، وہی شہنشاہ حقیقی ہے۔ اس کی حکمتوں کا جواب ہے۔ اس کی قدرتوں کا جواب ہے، وہ چاہے تو ایک آن میں کروڑوں دنیائیں پیدا کر سکتا ہے۔ میرا رب کریم ایسا ہے کہ ساری طاقتوں کا ملجا، ساری قوتوں کا ماویٰ، ساری عظمتوں کا مرکز و محور اسی رب رحیم کا دربار مقدس ہے جب بندہ اس اعتماد سے، اس انداز سے اپنے رب پر یقین رکھتا ہے تو پھر وہ رب گویا ارشاد فرماتا ہے کہ سست مت ہو، دلیر ہو جاؤ، مرد میدان ہو تمہیں گھبرانے کی قطعاً ضرورت نہیں کیونکہ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً

چھوٹا گروہ بڑے گروہ پر غلبہ حاصل کر لیتا ہے۔

جو لوگ نخوت کے ساتھ میدان میں آتے ہیں، جو لوگ غرور، تکبر جیسے میں بد مست شہسوار میدان بننے کی کوشش کرتے ہیں، وہ ہار جاتے ہیں، مات، شکست ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ لیکن جو لوگ نیازمندی کا دامن تھام کر میدان میں آتے ہیں، اپنے رب کی بے مثل رحمتوں اور بے مثال قدرتوں پر یقین رکھ کر آتے ہیں، اس کی ذات سے لو لگا کر، اس کے محبوب کریم ﷺ کی غلامی کا دم بھر کر، اس کے کلمہ کو بلند کرنے کی خاطر میدان میں آتے ہیں تو پھر اللہ کریم ان کی لاج رکھتا ہے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے یکسر صورت حالات بدل جاتی ہے۔ وہ جو سمجھتے تھے کہ ہم مٹا کر جائیں گے وہ مٹ کے رہتے ہیں۔ وہ جو سمجھتے تھے کہ ہماری طاقتیں ایسی ہیں کہ ہمارے کہے بغیر کوئی مچھر پر نہیں مار سکتا، کوئی مکھی ہماری مرضی کے بغیر اڑ نہیں سکتی۔ جب وہ اللہ کی بے پناہ قدرتوں کے سامنے آ جاتے ہیں۔ تو پھر انہیں تباہ و برباد ہو کے رہنا پڑتا ہے۔

پھر وہ چیختے ہیں تو ان کی چیخ سننے والا کوئی نہیں ہوتا، وہ فریاد کرتے ہیں، کوئی ان کی فریاد پر پہنچنے والا نہیں ہوتا۔ یہ کن فرعونوں کیلئے ہے جنہوں نے ہمیشہ حق کے مقابلے میں صف آرائی کی اور جنہوں نے ہمیشہ باطل کی علمبرداری کی اور جنہوں نے ہمیشہ یہ خیال کیا کہ جو ہم چاہیں گے وہی ہوگا۔

معاذ اللہ اس وقت جو صورت حال پیش کی ہے، بھارت اور امریکہ کی ہے۔ یہ سب باتیں پہلے فرعونوں کے ہاں بھی ہوتی تھیں، یہ سب تکبر نخوت اور یہ فکر و تدبر پہلے نمرودوں کے پاس بھی ہوتا تھا۔ لیکن تاریخ اس بات پر شاہد ہے اور کائنات کی سب سے پہلی اور سچی کتاب اس بات کی گواہ ہے اور ان لوگوں کی تباہی و بربادی کا گویا ڈھنڈورا پیٹ رہی ہے کہ جنہوں نے اپنی طاقت پہ ناز کیا، اپنی قوت پہ مان کیا۔ جنہوں نے یہ خیال کر رکھا کہ اب ہمیں ہمارے راستے سے کوئی نہیں ہٹا سکتا اور ہم جب چاہیں گے اسلام کی شمع روشن کو تاریک کر دیں گے وغیرہ وغیرہ۔ تو اللہ کریم اس ساری تاریخ پر گویا غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ اور ارشاد فرماتا ہے کہ تم نکلو تو سہی، تم آگے تو بڑھو، تم دم بخود کیوں ہوتے ہو، مضمحل کیوں ہوتے ہو، مضطرب کیوں ہوتے ہو، پریشانی میں کیوں ڈوبے ہوتے ہو۔

اٹھو باندھو کمر کیا ڈرتا ہے پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

اٹھو اللہ کا نام لے کر آؤ، اپنے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثناء سے وفا کرتے ہوئے آؤ، ان کی شمع روشن پہ اپنی جانوں کو فدا کرتے ہوئے آؤ۔ جب تم اسلام اور حق کے طرفدار بن کر آؤ گے تو پھر اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ کامیاب تم ہی ہو گے، اعلیٰ تم ہی رہو گے، دنیا کی کوئی طاقت تمہیں نیچا نہیں دکھا سکتی تم پر غلبہ حاصل نہیں کر سکتی لیکن شرط یہ ہے کہ تمہارے دل ایمان سے لبریز ہوں۔

ذرا خیال فرمایئے ایک طرف سامان ہے اور ایک طرف ایمان ہے۔ ایک طرف دنیا کی سپر پاورز ہیں اور دوسری طرف ایک مختصر سا گروہ ہے جو اپنے اللہ کی عظمتوں کا اعلان کرنے والا ہے۔ تو اللہ کریم پہلے ہی یہ اعلان فرما رہا ہے۔ کہ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ کامیاب تم ہو، اعلیٰ تم ہو۔

بندہ مومن نے اپنے اللہ کے حضور اس کی کبریائی کی بارگاہ میں سجدہ نیاز لوٹانا چاہا اور اس کی بارگاہ میں اپنی پیشانی کو زمین پر رکھ کر یہ اعلان کیا سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہ میرا رب اعلیٰ پاک ہے۔ اس نے رب کو اعلیٰ کہا، رب کی کبریائی کا اعلان کیا، رب کائنات نے ارشاد فرمایا، اگر تم واقعی میری عظمت کے گن گانے

والے ہو، مجھے علی، سنتے ہو تو پھر آؤ میں بھی تمہیں اعلام عطا کرتا ہوں کہ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اے ملت اسلامیہ کے فرزندو! دنیا کی کون طاقت، دنیا کی کونسی سپر پاور اِن لوگوں کے سامنے دم نہیں مار سکتی جو سچے دل سے رب ذوالجلال کی حکومت کا اعلان کرتے ہیں۔

حضرات محترم! ضرورت زیادہ سامان کی نہیں، ایمان کی ہے اگر واقعی تمہارے سینوں میں ایمان کی شمع روشن ہے تو پھر تمہیں کسی خوف وخطر کی پروا نہیں ہونی چاہئے اگر تمہارا ایمان یہ ہے کہ ہمارا رب تعالیٰ مشتق ہے جو یک آن میں دنیا کا نقشہ بدل سکتا ہے تو پھر اللہ رب ... [illegible] ایمان کی لاج رکھتے ہوئے کائنات کا نقشہ بدل دے گا۔ وہ تمہیں شکست فاش سے دوچار نہیں کرے گا تمہیں دشمنوں سے پسپا نہیں کرے گا تمہیں محروم نہیں رکھے گا۔

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس دنیا میں قدرت کا ایک ہی قانون ہے کہ

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ　　　　که گردن نه پیچد ز حکم تو ہیچ

تو اپنے اللہ کے حضور سے گردن نہ پھیر، اپنے اللہ کی نافرمانی نہ کر، اس ذات سے بغاوت نہ کر، اس کی اطاعت کیلئے سر تسلیم خم کر دے (اور لفظ سلام کا لغوی معنی بھی یہی ہے کہ گردن جھکا دینا اطاعت، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی خاطر اپنی گردن جھکا دینا) جب تو اس رب کے حضور اپنی گردن کو خم کر دے گا، اس کے احکامات کی تعمیل کو اپنا مرکز مقصود جانے گا، بغاوت و نافرمانی پر نہ اترے گا پھر کیا ہوگا 'کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ' کائنات کی کوئی چیز تیرے حکم سے گردن نہیں پھیرے گی، تو اپنے اللہ کا فرمانبردار بن جا دنیا تیری فرمانبردار بن جائے گی۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ

محال است تو دوست دارد ترا　　　　که در دست دشمن گذارد ترا

یہ ناممکن ہے کہ تو اس ذات سے لو لگائے، اس سے محبت کرے اور وہ تمہیں دشمنوں کے حوالے کر دے اور ان کو تجھ پر مسلط کر دے۔ آگے حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ اپنا ایک بڑا عجیب واقعہ بیان کرتے ہیں کہ

یکے دیدم از عرصہ رودبار　　　　کہ پیش آمد بر پلنگ سوار

ایک بار میں رودبار کے میدان سے گذر رہا تھا کہ میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ چیتے جیسے جانور پر سواری کر رہا ہے۔

در جہاں گردانے آدمی چیتے جیسے جانور پر سواری کر رہا ہے اور چیتا اس کا حکم مان رہا ہے۔ فرماتے ہیں میں بڑا حیران ہوا، بڑا پریشان ہوا کہ ... چیتے پر سوار ہو ... فرماتے ہیں کہ ... [illegible] حیرانی سے ... [illegible] ... [illegible] ... [illegible] تو انسان کا قصہ ... [illegible] ... گا

گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

کائنات کی کوئی چیز تیرے حکم سے گردن انحراف نہیں کرے گی۔

حضرات محترم! ... اللہ کی فرمانبرداری اور اطاعت کی بات کرتے ہیں ... [illegible] ... ہرگز یہ مطلب نہیں ... کہ ... اللہ کی اطاعت کا فائدہ صرف اگلے جہان میں ہے۔ اس جہان میں نہیں، ہرگز نہیں بلکہ ہم کہتے یہ چاہتے ہیں کہ اللہ مالک ملک ہے تمام جہانوں کا رب ہے اور اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کا فائدہ سب جہانوں میں ہے۔ وہ اللہ عرش اعظم سے بہترین جزا دینے والا ہے تم اس رب سے یاری لگاؤ اپنا سب کچھ اس کے سپرد کر دو، پھر نتیجہ کیا نکلے گا۔

لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ

عزت تو اللہ کی ہے اس کے رسول کی ہے اور ایمان والوں کی ہے اور عزت کے درمیان دوسرے معنی کے تحت رب کائنات گویا اعلان فرما رہا ہے کہ غالب تو اللہ ہے، اللہ کا رسول غالب ہے اللہ و رسول ﷺ کو ماننے والے غالب ہیں لیکن جو لوگ اوپر اوپر سے ایمان رکھتے ہیں وہ اس بات کو نہیں سمجھ سکتے۔

وہ سمجھتے ہیں کہ امریکہ انتہا پاور فل ہے۔ بھارت جوہری کا مالک ہے۔ اس کا مقابلہ ہم کیسے کریں گے۔ ہم بے سروسامان ان کے سامنے کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ ہٹ دھرمی کی باتیں وہ لوگ سوچتے ہیں جو دل سے اپنے اللہ کی قدرتوں پر بھروسہ نہیں رکھتے ورنہ تاریخ اس بات کی شہادت دیتی ہے، صحابہ کرام علیہم الرضوان کا کردار بتاتا ہے۔ کہ کس طرح اللہ والوں نے اس دنیا پہ حکومت کی ہے اور کس

طرح اپنی عزت و عظمت کا سودا کیا ہے۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

وہ قوم جو فیضان سماوی سے ہے محروم
حد اس کے کمالات کی ہے برق و بخارات

یہ جو ترقی کی بلندیاں دکھ رہی ہیں، یہ جو سامان و میزائل، سامان برق و بخارات غرضیکہ جو جو تمام ایجادات معرض وجود میں آ رہی ہیں ان کی حد انتہا بھی سامان تک ہے۔ یہ جو اللہ والے ہیں جو فیضان سماوی سے محروم نہیں ہیں ان پر تو رب ذوالجلال ہدایت کی رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اللہ کے فرشتے ان کے حامی و ناصر ہوتے ہیں اور بدر کی فضا یہ بات بتاتی ہے کہ اگر اللہ کا لشکر، اللہ کے نام پر اور اللہ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اتباع میں میدان میں آتا ہے تو پھر وہ مدد فرشتے بھی اتار دیتا ہے۔ اللہ اکبر! حضور ﷺ سے وفاداری ہو، حضور ﷺ کی ذات مقدسہ پر اپنی جان و دل فدا کرنے کا جذبہ بیدار ہو تو پھر کیا ہوتا ہے۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں یہ بات اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ اللہ کریم یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

سرکار دو عالم ﷺ کا دامن رحمت تو دیکھ، پھر دیکھ اللہ کریم تجھ پر کیسی کیسی رحمتوں کے سائے کرتا ہے، کیسی تاریک صورت حال میں بھی وہ تیری اعانت و نصرت فرماتا ہے، کس طرح مایوسیوں کے بادل چھٹتے ہیں اور کس طرح فتح و شادمانی کا سویرا طلوع ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے

حضور ﷺ کے نام مبارک سے دنیا میں اجالے کر دے، اور اللہ اکبر اقبال کا ذوق دیکھو، حضور نبی کریم ﷺ سے عشق و محبت کا عالم دیکھو کہ حضور ﷺ کا نام مقدس زبان پہ آیا تو ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے اب اقبال جھوم اٹھے فطرت جھوم اٹھی اور پھر یہ سلسلہ شروع ہو گیا کہ

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
نہ یہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو، خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو، تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

حضرت محترم! سرور دو عالم ﷺ کا نام پاک آئے تو اندر ایک شعلہ محبت روشن ہو جانا چاہئے اور پیشانی سے یہ معلوم ہو جانا چاہئے کہ ارے یہ پیشانی نبی کو نبی ماننے والے کی پیشانی ہے۔ خوشی و مسرت کا ایک عالم بپا ہونا چاہئے کہ میرے آقا و مولا کا نام مقدس آیا ہے۔ تو اقبال علیہ الرحمۃ کی محبت کا عالم بھی یہی تھا کہ جب حضور ﷺ کا ذکر خیر آیا تو ارشاد فرمایا کہ

عجب کیا گر مہ و پرویں مرے نخچیر ہو جائیں
کہ بر فتراک صاحب دولتے، بستم سر خود

فرماتے ہیں کہ اس بات میں عجب کیا ہے کہ اگر یہ چاند، یہ سورج، یہ ثریا، یہ ستارے، یہ کہکشائیں، یہ فضا میں یہ سب چیزیں میرے غلام بن جائیں، میرے حکم کی تعمیل کریں کیونکہ میں نے ایک ایسی ہستی مقدس کے فتراک بند پہ اپنی جاں کا نذرانہ پیش کیا ہے کہ

وہ دانائے سبل، ختم رسل، مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ

شاعر صرف یہ بات کہنا چاہتا تھا کہ میں کائنات کے دانا ہادی دارین کے دولہا حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کا غلام ہوں اس لئے اللہ نے یہ تمام چیزیں میرے ماتحت کر دی ہیں۔

عشق و مستی والی نگاہ میسر ہو تو پھر قرآن حکیم کا ترجمہ کرتے ہوئے بھی انسان جھوم اٹھتا ہے۔ حضرت شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت مقدسہ پر فارسی زبان میں ایک کتاب لکھی ہے۔ "مدارج النبوت" جو نہایت ہی معتبر کتاب ہے اور غالباً فارسی زبان میں حضور ﷺ کی سیرت پر لکھی جانے والی وہ تمام کتابیں جو اس وقت میری نظر میں ہیں، اس کتاب سے زیادہ بہتر اور معتبر کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت شیخ محقق ہیں، وہ بَرَکَةُ الْمُصْطَفٰی فِی دِیَارِ الْهِنْد ہیں۔ وہ پہلی شخصیت ہیں جو

برصغیر میں علم حدیث لائے ان کے علمی ثبات کی اس قدر دھاک بیٹھی ہوئی ہے کہ پاکستان کے علاوہ دیوبند کے مفتی اعظم جناب مفتی محمد شفیع صاحب (جو دنیا سے جا چکے ہیں) ایک کتاب کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس کتاب پر حضرت شیخ محقق علیہ الرحمۃ کا نام آجائے اس کے معتبر ہونے میں کوئی شک نہیں رہتا۔ یہ عظیم شخصیت "مدارج النبوت" کا خطبہ تحریر کرتے ہوئے اس آیت کا حوالہ دیتے ہیں کہ هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ فرماتے ہیں کہ اس آیہ مقدسہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد بھی ہے اور حضور ﷺ کی نعت بھی۔ وہ اول ہے، آخر ہے، باطن ہے، ظاہر ہے، اور وہ سب کچھ جاننے والا ہے۔ یہ اللہ کیلئے بھی ہے۔ اور اللہ کے فضل و کرم سے اس کی مخلوق میں اس کا محبوب بھی اول ہے، آخر بھی ہے، ظاہر و باطن بھی ہے اور اللہ کی رحمت سے حضور ﷺ ہر چیز کو جاننے والے بھی ہیں۔ حضرت شیخ نے ایسا کیوں کہا کہ حضور ﷺ اول و آخر اور ظاہر و باطن ہیں۔ بیان فرماتے ہیں

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول، وہی آخر

عشق و مستی والی نگاہ مل جائے تو اس نگاہ میں اول بھی حضور ﷺ ہیں آخر بھی حضور ﷺ ہیں اور ظاہر باطن بھی حضور ﷺ ہیں اور حفیظ جالندھری کیا خوب ارشاد فرماتے ہیں

خدا نے اپنے پیارے کو پکارا جس طرح چاہا
وہ مزمل، وہ مدثر، وہ یسین، اور وہ طہٰ

سچی بات یہ ہے کہ جب حضور سرور عالم ﷺ کا ذکر خیر آتا ہے اور حضور ﷺ کی طرف اشارہ ہوتا ہے تو پھر اپنی طبیعت کا رنگ ہی عجیب سا ہو جاتا ہے۔ اللہ اکبر! کوئی اس محبوب سے وفاداری کا اظہار تو کرے پھر وہ دیکھے کہ رب اس کو کیسی عزتیں، کیسی عظمتیں، کیسی شوکتیں، کیسی سطوتیں، کیسی نعمتیں، کیسی شانیں اور کیسی رفعتیں عطا فرماتا ہے۔

یہ بربر کا علاقہ تھا جہاں مسلمانوں کے ناحق قتل اور جنگی حالات کے پیش نظر ایک باقاعدہ چھاؤنی بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔ مسلمانوں کے سپہ سالار جناب حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ تھے۔ چنانچہ حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ نے ایک مشاورتی کمیٹی بلائی اور چھاؤنی کیلئے مخصوص جگہ منتخب کرنے کی خواہش ظاہر فرمائی۔ قریب ہی میلوں تک پھیلا ایک جنگل تھا آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ چھاؤنی اس جنگل میں ہونی چاہئے۔ وہاں کے رہائشی چند لوگ حضور کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے کہ حضرت آپ عجیب فیصلہ فرما رہے ہیں یہ جنگل بہت خطرناک ہے، اس جنگل میں ہر قسم کے خطرناک جانور شیر، چیتے، بچھو، سانپ کیڑے مکوڑے وغیرہ موجود ہیں۔ میلوں پھیلا یہ جنگل آباد ہے اور میلوں تک ہی ان خونخوار جانوروں کا مسکن بنا ہوا ہے۔ لہٰذا اپنے فیصلے میں ردوبدل فرمایئے۔" اب ذرا غور فرمایئے اقبال علیہ الرحمہ نے جو شعر فرمایا تھا کہ

وہ قوم جو فیضانِ سماوی سے ہے محروم
حد اس کے کمالات کی ہے برق و بخارات

وہ قوم جو آسمان کے فیضان سے محروم ہے اس کے کمالات کی حد سمٹی ہوئی ہے لیکن اونچی وغیرہ تک ہے لیکن جن پر آسمانی فیضان اپنے رحمت و برکات کا سایہ کر رہا ہے ان کی حالت کیا ہے ملاحظہ کیجئے۔ حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ نے جنگل کے ایک کنارے پر کھڑے ہو کر پورے جنگل کو مخاطب کر کے یہ ارشاد فرمایا

أَيَّتُهَا السِّبَاعُ وَالْحَشَرَاتُ لَا رَحِمَهُ... [illegible]

اے جنگل کے درندو، چرند پرند اور کیڑے مکوڑو! اب ہم نبی کریم ﷺ کے صحابہ اس جنگل میں آگئے ہیں لہٰذا تم یہاں سے کوچ کر جاؤ اگر پھر بھی کوئی یہاں رہا تو وہ خود ذمہ دار ہوگا۔ اب ذرا خیال فرمایئے کہ یہ اعلان فرمانے والا تو حضور نبی کریم ﷺ کا صحابی ہے لیکن کیا جنگل کے تمام درندے یا کیڑے مکوڑے کسی مدرسے کے فاضل تھے، انہوں نے عربی زبان سیکھ رکھی تھی۔ حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ بغیر کسی لاؤڈ سپیکر کے اپنی زبان میں پورے جنگل کے جانوروں کو مخاطب کر رہے ہیں اور جنگل میں رہنے والا ہر درندہ اور کیڑا مکوڑا اس اعلان کو سن بھی رہا ہے اور سمجھ بھی رہا ہے۔ اور پھر کیا ہوا، چشم فلک نے یہ نظارہ آج سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا، ساری دنیا یہ عجیب و غریب نظارے کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے کہ شیر، شیرنیاں اپنے چھوٹے بچوں کو اپنی پشتوں پر بٹھائے جنگل کو خیرباد کہہ رہی ہیں۔ سانپ اور بچھو کیڑے مکوڑے کسی اور منزل کی طرف رواں دواں ہیں اور تیسرے دن کے بعد نہ کوئی جنگل میں شیر رہا نہ چیتا نہ کوئی اور دوسرا جانور۔

[illegible] کے بدلے [illegible] قسم [illegible] تو
تمہیں خبر ہے کہ وہ سرورِ [illegible] تمہارے ساتھ ہیں،
رب کریم کی قدرت کریمہ تمہارے ساتھ ہے۔ پھر ایمان والا کون ہوتا
ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایمان کا معیار کیا مقرر فرمایا
لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَ
النَّاسِ أَجْمَعِينَ ٥ تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا
جب تک اسے اپنے باپ سے زیادہ، [illegible] تمام لوگوں سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہ ہو۔

اور یاد رکھئے خوب یاد رکھئے

[illegible] لا یومن

[illegible] حضور ﷺ [illegible] لا یومن

[illegible] محبت زیادہ

ہو حضور ﷺ [illegible] لا یومن [illegible] کیا کہا

[illegible] فرشتے [illegible] نصرت کو

اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

بدر والی فضا پیدا کر فضائے بدر کیا تھی

محمد ہے متاعِ عالمِ ایجاد سے پیارا

[illegible] سے پیارا

عزیزانِ گرامی قدر! [illegible] ہمارے متاشے میں [illegible] سکتے بلکہ [illegible] اور ہم نبی کریم [illegible] وہم و گمان کا شکار [illegible] ایمان کی [illegible] اگر ایمان کی حرارت ہمارے اندر موجود ہو تو پھر دنیا کی کوئی طاقت ہماری طرف [illegible] اور اللہ کے [illegible]

حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ، اور یہی بات یہ ہے کہ اقبال وہ عظیم شخص ہے کہ جس نے مسلمانوں کو [illegible] راز سمجھائے ہیں اور یہ بیان فرمایا [illegible] یہ خودی کیا تھی اقبال علیہ الرحمۃ نے خودی کے [illegible] مقام و

معرفت سے روشناس کرایا ہے۔ کسی فلسفی کا اپنے فلسفے کا کوئی عنوان ہوتا ہے کسی کا کوئی۔ جیسے یہ جرمنی کا ایک فلسفی ہوا ہے ایم۔ ایل۔ کانٹ جس نے اپنے فلسفے کا عنوان رکھا Transecdentalism، فوقیت فلسفہ" کہ اس کائنات کو کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ حقیقت حال سے کوئی شناسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ اتنا بڑا فلسفی اور سارے فلسفے میں، وہ اس بات پر دے رہا ہے کہ We cannot find out the reality of things ہم چیزوں کی حقیقت کو دریافت نہیں کر سکتے۔ لیکن جن لوگوں نے سچے دل سے قرآن حکیم کا مطالعہ کیا ہے اور جس کی [illegible] سے قرآنی فیوض و برکات کو حاصل کیا ہے [illegible] کو یہ معلوم ہے [illegible] اگر [illegible] بن جائے، مسلمان اگر مسلمان بن جائے تو پھر وہ [illegible] اقبال فرماتے ہیں

تو [illegible] مرد میدان [illegible] تو [illegible]
نوری حضوری تیرے سپاہی
کچھ قدر اپنی تو نے نہ جانی
یہ کم سوادی ہے یہ [illegible] نگاہی

تیرا ندھا پن اس قدر عروج پہ ہے کہ تجھے اپنی قدر کا علم نہیں، تیری بے دونی کا یہ عالم ہے کہ تجھے یہ معلوم نہیں کہ تو کیا ہے اگر تجھے پتہ چل جائے کہ تو کیا ہے تو پھر

نوری حضوری تیرے سپاہی
آسمان کے فرشتے تیرے سپاہی بن جائیں

اور [illegible] مجھے اس بات پر حیرانی ہوتی ہے کہ اس دور میں بھی اور آج بھی اردو کے بڑے بڑے شاعر ہیں لیکن جو ملکہ [illegible] اقبال کو رب کائنات نے اقبال پر کیا تھا اور جس طرح وہ خواب غفلت میں سوئی ہوئی قوم کو اسلام اور ایمان کی تجلیات سے آگاہ کر رہے تھے۔ ایسا کوئی نہ ہو سکا اور میں بھی سوچتا ہوں اور یہ سوچنا میری کمزوری ہے سوچتا رہتا ہوں۔ کہ ہندوستان میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے پہلے انگریز نصف صدی سے، ایک صدی سے یا ڈیڑھ صدی سے اپنے پاؤں پھیلا رہے تھے، ایسٹ انڈیا کمپنی نے تباہیاں مچا رکھی تھیں، اور دھیرے دھیرے دلی تک بھی ان کا قبضہ ہو چکا تھا۔ اور یہ بہادر شاہ ظفر بس دکھاوے کا بادشاہ تھا۔ نام کا بادشاہ تھا ورنہ حکومت انگریز کر رہے تھے۔ اس دور میں بھی غالب جیسے، ذوق مومن جیسے بڑے بڑے شاعر موجود

چنانچہ جو [illegible] بہت کی ہے کہ [illegible] میں سے کوئی [illegible]
ان میں سے کسی کو یہ احساس تک نہ ہو کہ قوم کس طرح لٹ رہی ہے قوم
[illegible] کس طرح آگے بڑھ رہے ہیں، کس طرح ہماری متاع حیات پر
[illegible] اور کس طرح ہم سے حکومت چھینی جا رہی ہے [illegible]
[illegible] بہت نظر آئی۔ پھر اگر یہ بہت کو [illegible]
[illegible] قوم کی بیداری کا [illegible]
[illegible] بڑے عظیم انسان تھے [illegible]
[illegible] محسوس کی قدر بہت [illegible]
[illegible]

[illegible] یہ ایمان [illegible]

[illegible] علامہ اقبال علیہ الرحمہ
[illegible]
[illegible] مثال دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ایک گڈریا تھا جو اپنی بھیڑوں کو جنگل
میں چرایا کرتا تھا۔ ایک [illegible] ریوڑ چرا رہا تھا [illegible]
شیر کا ایک چھوٹا سا بچہ دیکھا جس کی ابھی آنکھیں بھی نہ کھلی تھیں۔ وہ شیر کا
بچہ کسی نہ کسی طریقے سے اس گڈریے کے ہاتھ لگ گیا وہ اسے اپنے
ساتھ گھر لے آیا۔ جب اس بچے کی آنکھیں کھلیں تو دیکھا کہ ارد گرد
بھیڑیں ہیں [illegible] خیال کیا کہ میں بھی بھیڑ ہوں چنانچہ اب وہ
شیر کا بچہ بھی بھیڑوں کے ساتھ جنگل میں چرنے کے لیے جاتا اور آتا ہے۔
زندگی کے شب و روز اس نے ان بھیڑوں کے ریوڑ کے ساتھ گزارنے
شروع کیے اور انہی کی طرح محسوس ہونے لگا۔ حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمہ

[illegible] جب [illegible] ریوڑ کو
[illegible] ایک شیر نے حملہ کیا [illegible] بھیڑیں شیر کو دیکھ کر بھاگ گئیں۔
تو وہ شیر کا بچہ بھی [illegible] بھاگنے لگا [illegible]
[illegible] خود احساس کمتری کا شکار ہے اس کو
اپنے مقام کا علم نہیں ہے۔ چنانچہ اس نے بزدلی کا ثبوت [illegible]
اس نے ریوڑ کو چھوڑا اور اس کو گھیر لیا۔ ساتھ ہی ایک نہر بہہ رہی تھی۔ [illegible]
کو نہر کے کنارے لے گیا اور نہر کے کنارے کھڑا کر کے اس کو [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] ضرورت ہے۔
[illegible]
[illegible] اور رہا ہے، کبھی امریکہ سے خوف کھا رہا
[illegible]
[illegible] اسی طرح [illegible]
[illegible]
وقت ضرورت [illegible]
[illegible] اپنے پاؤں پر
[illegible] کا صدقہ میں
[illegible]

[illegible] بیدار [illegible]
[illegible] کے حق میں کیسا ہے اس کی بیداری

وما علینا الا البلاغ المبین

☆

ذکرِ رسولِ کریم ﷺ اور اقبال رحمۃ اللہ علیہ

پروفیسر محمد حسین ...

دشت میں، دامنِ کہسار میں، میدان میں ہے
بحر میں، موج کی آغوش میں، طوفان میں ہے!
چین کے شہر، مراکش کے بیابان میں ہے
اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے!
چشمِ اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے!
رفعتِ شانِ رفعنا لک ذکرک دیکھے

یہ ہے ذکرِ رسول کی ہمہ گیری کا جلوہ جو اقبال نے ... میں کو دو کر دو ر و دیہ میں فروزاں ہے۔ کائنات کی وسعتوں میں گم ہے اور یہ شرق و غرب کو اپنی لپیٹ میں لئے ہے۔ عارف خاص و عام کو ہمہ تن گوش ہو کر سنیں تو حمد خداوندی سے جدا ایک ہی آواز گونج رہی ہے اور وہ ہے کونین کے دولہا، دارین کے تاجدار کے سوا خاتم النبیین، اللہ کی نعت کا۔ ذوق و شوق کا ہنگامہ ہو یا علم و حکمت کی انجمن، عاشقوں کی بزم ہو یا عارفوں کی محفل سرور، گریہ نیم شبی ہو کہ آہ سحر گاہی ہر کہیں ذکرِ رسول کا چرچا ہے۔ اسی سے سوز ہے۔ اسی سے ساز ہے۔ عنادل کا نغمہ ہو کہ مرغانِ سحر کا زمزمہ، پھولوں کی مہک ہو یا غنچوں کی چٹک کوئی بھی ہو تو کوئی یا سرا اسی میں گم ہے۔ یہ کائنات کی حرکت مقصود ہے اور مظاہرِ فطرت اپنے اپنے انداز میں اسی کی طرف رواں دواں ہیں، بقول اقبال

ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بو!
آنکہ از خاکش بروید آرزو!
یا ز نورِ مصطفیٰ او را بہاست
یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ است!

گلشنِ ہستی محبوب کی جلوہ گاہ ہے اور یہی جلوہ اس کا سامانِ رنگ و بو ہے۔

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمنِ دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
ہو نہ یہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو، خم بھی نہ ہو!
بزمِ توحید بھی دنیا میں نہ ہو، تم بھی نہ ہو!
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبضِ ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

زمین ہی کیا، آسمانوں بلکہ عرش پر بھی ذکرِ رسول کی محفل ہے۔ خدائی ہی نہیں احد بھی اپنی شانِ یکتائی کے ساتھ محبوب کا مداح ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

پھر جس طرح یہ ذکر مکان کے طول و عرض کو گھیرے ہے۔ زمان کی عظیم پہنائیاں بھی اس کے آگے ہیچ ہیں۔ صلوٰۃ و سلام کا یہ خدائی وظیفہ صبحِ ازل سے پہلے جاری ہوا اور شامِ ابد کے بعد تک جاری رہے گا۔ کیوں نہ ہو مکان محدود ہے۔ اور یہ (ذکر) غیر محدود، زماں مسدود اور یہ غیر مسدود۔

فطرت کے رگ و پے میں نعتِ حبیب ﷺ کا ذوق رچا بسا ہے اور جریدۂ عالم میں اس کا نور جاری و ساری ہے۔ مردِ مومن جس کے ارادے فطرت کے مقاصد کا معیار ہوتے ہیں اس سے کیونکر غافل ہو سکتا ہے۔ ویسے بھی کتاب و سنت کے مطابق عشقِ حبیب ہی جانِ ایمان ہے اور بقول اقبال رحمۃ اللہ علیہ

[illegible]

[illegible] محبت [illegible] پوشیدہ [illegible]

[illegible] کرے۔ مگر میں [illegible] کی [illegible] سے متاثر [illegible]

ہے۔ پھر عاشق کے [illegible] محبوب [illegible]

[illegible] ایک [illegible] صدی [illegible] تشکیل [illegible] ہوئی۔ [illegible]

[illegible] کے سوتے [illegible] کو [illegible] معلم [illegible]

[illegible] ﷺ فرماتے ہیں [illegible] اکثر ذکرہ [illegible]

[illegible] سے محبت ہو وہ اس کا کثرت سے ذکر کرے گا)

اقبال عشق رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی دولت سے تو

[illegible] نہیں [illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible]

[illegible] فرماتے ہیں کہ

[illegible] شوق

[illegible]

[illegible] ﷺ [illegible] سے [illegible]

[illegible] عشق [illegible]

[illegible] ذکر رسول [illegible] تفصیل [illegible] عشق [illegible]

[illegible]

[illegible] کہ حضرت [illegible]

[illegible] محبت کے [illegible] شعر [illegible]

[illegible] اس [illegible] عقیدت کا [illegible]

محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ [illegible] تھی۔ [illegible]

کے چند اشعار [illegible]

نگاہ عاشق کی دیکھ لیتی ہے پردہ میم کو اٹھا کر

وہ بزم یثرب میں آکے بیٹھیں ہزار منہ کو چھپا چھپا کر

بہار جنت کو کھینچ لاتا ہمیں مدینہ سے آج رضواں

ہزار مشکل سے اس کو ٹالا، بڑے بہانے بنا بنا کر!

رکی ہوئی کام [illegible] عجیب [illegible]

کوئی اسے پوچھتا پھرے ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

روح الامیں بھی شوق سے مدحت سرا ہے آج

جو خطرِ ازل سے تھا اس کے قدوم کا

بہر و نکی و کند [illegible] کھلا ہے آج

حوریں خوش آمدید پکاریں بہشت میں

از فرش تابہ عرش صدا مرحبا ہے آج

عشق نبی میں قبلہ نما ہے اصول بے نیاز

نور یقیں سے قلب ہی قبلہ نما ہے آج

اقبال اگر پھر اسی چوکھٹ پہ جھک پڑیں!

آغوش رحمت اس کی اسی طرح وا ہے آج

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضور رحمت [illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible]

یاد واستغاثہ بھی پاکان امت کا معمول رہا ہے۔ [illegible] شیخ سعدی

اور مولانا جامی سب نے یہ فرض محبت اپنے اپنے مخصوص [illegible]

بھی آیا ہے۔ حضرت علامہ بھی اپنے رنج و غم کی داستان حضور شافع یوم النشور علیہ التحیۃ والثناء کی بارگاہ بیکس پناہ میں عرض کرتے ہیں۔ ان کے فارسی کلام میں تو اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ مگر اردو کا دامن بھی خالی نہیں۔ نالۂ یتیم اور فریاد امت، ان کی دو معرکۃ الآراء نظمیں ہیں جو انہوں نے انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسوں میں سنائی تھیں۔ اول الذکر سے چند بند ملاحظہ ہوں۔

اے مددگار غریباں، اے پناہ بیکساں
اے نصیر عاجزاں، اے مایۂ بے مایگاں
داور صبر و تحمل کا ہوا دل سے رواں
تجھ کو بتلاؤں میں اپنے درد و غم کی داستاں!
ہے تیری ذات مبارک حل مشکل کے لیے
ہم ہیں تیرے شفا دکھے ہوئے دل کے لیے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت و رحمت کا بیان یوں کرتے ہیں

بزم عالم میں طراز مسند عظمت ہے تو
جسم انسان جہاں آئینۂ رحمت ہے تو
اے دیا علم و حکمت، قبلۂ امت ہے تو
سرمۂ چشم ایماں، زیب ہر مدحت ہے تو
درد جو سب کا تھا تیرے پہلو سے اٹھا!
قلزم جوش محبت تیرے سینے سے اٹھا!

اسی کا ایک اور بند ہے

تیرا رتبہ جو ہر آئینۂ لولاک ہے!
فیض سے تیرے رگ تاک یقیں نمناک ہے
تیرے سائے سے منور دیدۂ افلاک ہے!
کیمیا کہتے ہیں جس کو تیرے در کی خاک ہے
تیرے نظارے کا موسیٰ میں کہاں مقدور ہے
تو ظہور لن ترانی گوئے اوج طور ہے!

غار حرا اور کوہ فاران کو سید عالم ﷺ کی نسبت سے جس شرف سے بہرہ ور کیا۔ اس کا ذکر حسین ان الفاظ میں کیا ہے۔

وہ پناہ دین حق، وہ دامن غار حرا!
جو ترے فیض قدم سے غیرت سینا ہوا
وہ حصار عافیت وہ سلسلہ فاراں کا
جس کے ہر ذرے سے اٹھی دین کامل کی صدا!
فخر مادی سے تیری آسماں سر ہو گئی
یہ زمیں ہم پایہ عرش معلیٰ ہو گئی!!

ابر گہر بار میں (جو فریاد امت ہی کا دوسرا نام ہے) کے اشعار کے بند یوں عرض کرتے ہیں

دیکھ اے نوح کی کشتی کے بچانے والے
آ گیا گرداب حوادث میں سفینہ اپنا!
اس مصیبت میں اگر تو بھی ہماری نہ سنے
اور ہم کس سے کہیں جا کے فسانہ اپنا!
یوں تو پوشیدہ نہ تھی تجھ سے ہماری حالت
ہم نے گھبرا کے مگر تذکرہ چھیڑا اپنا!
زندگی تجھ سے ہے اے فخر براہیم اپنی
کر دعا حق سے مشکل ہوا جینا اپنا

انجمن حمایت اسلام کے ۱۹۰۲ء کے سالانہ جلاس میں جو نظم آپ نے سنائی تھی۔ اس کا عنوان تھا "اسلامیہ کالج کا خطاب پنجاب کے مسلمانوں سے" اس کے نو بند ہیں۔ آٹھویں بند کا آخری شعر اور نواں بند سرور دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت میں ہے۔ یہاں بھی اقبال کا انداز نعت بالکل منفرد ہے۔ (یعنی وہ دوسرے شعراء کی طرح صرف چند فضائل و مناقب تک ہی محدود نہیں رہتے۔ بلکہ اس عظیم روحانی، علمی، فکری، نظری انقلاب کی طرف اشارہ ضرور کر دیتے ہیں جو در اصل رسالت محمدیہ کی چمکتی ہوئی دلیل ہے) چند شعر ذیل میں تحریر کیے جاتے ہیں۔

اے کہ بعد از تو نبوت شد بہر مفہوم شرک
اے کہ بر دلہا سوز عشق آساں کردہ
سینہ ہا را از تجلی بوستان کردہ!!
اے کہ صد طور است پیدا از نشان پائے تو
خاک یثرب را تجلی گاہ عرفاں کردہ!

اے کہ بعد از تو نبوت شد بہ ہر مفہوم شرک
بزم را روشن ز نور شمع عرفاں کردہ
اے کہ ہمنام خدا باب دیار علم تو!
اے یودی و حکمت را نمایاں کردہ!
دل شد نالا در فراق ماسوائے نور تو!
خشک چوبے راز ہجر خویش گریاں کردہ"

اس آخری شعر میں حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مشہور معجزے کی طرف اشارہ ہے جس میں ایک لکڑی کا ستون سرکار دو عالم ﷺ کے فراق میں رویا تھا اور حاضرین مسجد نے اس کے رونے کی آواز جسمانی کانوں سے سنی تھی۔ یہاں درج شدہ تیسرا شعر عقیدہ ختم نبوت کی پر زور [illegible] ہے۔ مرزا قادیانی کی [illegible] نبوت کی دھجیاں [illegible] میں مقام رسالت اور دین رسالت و [illegible] کرتے ہیں۔ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت [illegible]

[illegible]
در رسالت [illegible] تن [illegible] جاں رسید
[illegible] درجہاں تکوین ما
از رسالت دین ما آئین ما
معنی حرفم کنی تحقیق اگر
[illegible] دیدہ صدیق اگر
قوت قلب و جگر گردد نبی
از خدا محبوب [illegible] نبی
فرواز حق، ملت از وے زندہ است
از شعاع مہرا و تابندہ است

آخر میں پھر ختم نبوت کا فلسفہ کتنے دلکش اسلوب میں پیش کیا ہے۔

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد!
بر رسول ما رسالت ختم کرد

لا نبی بعدی ز احسان خدا است!
پردۂ ناموس دین مصطفیٰ است!

حضور سید کل ختم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی بعد کائنات اور خلاصہ موجودات ہیں۔ گلشن ہستی کی ساری بہار اسی ذات ستودہ صفات کے دم قدم سے وابستہ ہے۔ ان کے الفاظ میں

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرۂ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب
شوکت سنجر و سلیم، تیرے جلال کی نمود!
فقر جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب
شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب، میرا سجود بھی حجاب
تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل غیاب و جستجو عشق حضور و اضطراب

بلکہ خود دین وایماں کی جان بھی محبوب خدا علیہ التحیۃ والثنا کی ذات گرامی ہی ہے

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا!
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول، وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ

اور چونکہ یہ نگاہ عشق و مستی خود اقبال کو بھی حاصل تھی۔ اس لئے نبی ذات کے حوالے سے یوں عرض کرتے ہیں۔

گرد تو گردد حریم کائنات
از تو خواہم یک نگاہ التفات!
ذکر و فکر و علم، و عرفانم توئی!
کشتی و دریا و طوفانم توئی!!

☆

علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible]

حدیث نمبر 3 [illegible]

[illegible]

(بخاری شریف نمبر [illegible] ص ۴۰۶، ۴۳، ۴۳۲، ۷۰۲، ۶۰۵، مسلم شریف نمبر ۹ ص ۷۲ ترغیب نمبر ۳ ص ۳۰۲ [illegible] ص ۳۰۲)

ترجمہ: [illegible] بخاری [illegible] حضرت سہل بن سعد [illegible] اور حضرت [illegible] رضی اللہ عنہما سے روایت ہے [illegible] جناب رسول ﷺ کا

[illegible] ترتیب سے مقابلہ ہوا۔ جب دونوں گروہ اپنے اپنے لشکر میں واپس چلے گئے تو حضرت سہل بن سعد ایک ایسے شخص کے بارے میں جو انتہائی جوش [illegible] سے لڑا تھا اور بہت سے کافروں کو قتل کیا تھا فرمانے لگے آج [illegible] طرف سے بھی [illegible] شخص کی [illegible] نہیں لڑا [illegible] ہاتھوں سے [illegible] وہ شہید ہو گیا حضور ﷺ نے فرمایا یاد رکھو وہ دوزخی ہے۔ حتیٰ کہ حضور ﷺ کی اس بات سے قریب تھا کہ بعض لوگ شک میں مبتلا ہو جاتے (یعنی اتنی شجاعت سے لڑنے اور شہید ہونے [illegible] بھی دوزخی ہے تو پھر ہمیں اسلام اور جہاد کی کیا ضرورت ہے) [illegible] سے کافر [illegible] لیکن ابھی وہ مرا نہیں۔ ایک صحابی اس زخمی کے پیچھے لگ گیا کہ معلوم کروں کہ فرمان رسالت کی صداقت کا اظہار کیسے ہوتا ہے، چنانچہ اس شخص نے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے اپنے آپ کو خود ہی اپنی تلوار سے ہلاک کر لیا۔ یعنی خودکشی کی۔ وہ شخص بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں (یعنی آنے والے وقت کے متعلق کسی کے انجام کے متعلق غیب کی خبریں دینا نبوت کی واضح دلیل ہے) حضور ﷺ کے استفسار پر صحابی نے اس شخص کا واقعہ عرض کیا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر (لوگو یقین کرو) میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں۔

☆ قارئین کرام! اس بخاری و مسلم شریف کی متفق علیہ حدیث کے ساتھ آیت ﴿ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب﴾ کے تحت بیان کی گئی بخاری کی حدیث بھی ملائیں جس میں ایک شخص نے پوچھا تھا میرا ٹھکانا کونسا ہے تو آپ نے فرمایا تھا کہ تیرا ٹھکانا جہنم ہے اور فیصلہ فرمائیں کہ لوگوں کے انجاموں سے واقف ہونا علم غیب ہے یا نہیں۔ یقین واثق ہے کہ تعصب سے پاک قلب و دماغ ضرور بر ضرور حضور کے علم

علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حدیث نمبر 3 [illegible]

[illegible]

... (بخاری شریف نمبر ... ص ۲۰۶، ۴۳۱، ۴۳۲، ۶۰۳، ۶۰۵، مسلم شریف نمبر ۱ ص ۷۲، ترغیب نمبر ۳ ص ۳۰۳، دلائل النبوۃ نمبر ۲ ص ۱۰۰، نمبر ۲ ص ۳۰۲)

ترجمہ: امام بخاری حضرت سہل بن سعد ساعدی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ... خیبر میں حضرت رسول ﷺ کا ...

مشرکین سے مقابلہ ہوا۔ جب دونوں گروہ اپنے اپنے لشکر میں واپس چلے گئے تو حضرت سہل بن سعد ایک ایسے شخص کے بارے میں جو اصحابی کی طرف ... بہت سے کافروں کو قتل کیا تھا فرمانے لگے آج ہماری طرف سے کوئی بھی اس شخص کی طرح نہیں لڑا۔ اس نے خوب ... حضور ﷺ نے فرمایا یاد رکھو وہ تو دوزخی ہے حتیٰ کہ حضور ﷺ کی اس بات سے قریب تھا کہ بعض لوگ شک میں مبتلا ہو جاتے ... شہید ... (اگر ... دوزخی ہے تو پھر ایسے اسلام اور جہاد کی کیا ضرورت ہے) ... ایک صحابی اس آدمی کے پیچھے لگ گیا کہ معلوم کرے ان کو فرمان رسالت کی صداقت کا اظہار کیسے ہوتا ہے چنانچہ اس شخص نے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے اپنے آپ کو خود ہی اپنی تلوار سے ہلاک کر لیا۔ یعنی خودکشی کر لی۔ وہ شخص بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں (یعنی آنے والے وقت کے متعلق اور کسی کے انجام کے متعلق غیب کی خبریں دینا نبوت کی واضح دلیل ہے) حضور کے استفسار پر صحابی نے اس شخص کا واقعہ عرض کیا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر (لوگو یقین کر لو) میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں۔

☆ قارئین کرام! اس بخاری اور مسلم شریف کی متفق علیہ حدیث کے ساتھ آیت ﴿ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب﴾ کے تحت بیان کی گئی بخاری کی حدیث بھی ملائیں جس میں ایک شخص نے پوچھا تھا میرا ٹھکانا کونسا ہے تو آپ نے فرمایا تھا کہ تیرا ٹھکانا جہنم ہے اور فیصلہ فرمائیں کہ لوگوں کے انجاموں سے واقف ہونا علم غیب ہے یا نہیں۔ یقین واثق ہے کہ تعصب سے پاک قلب و دماغ ضرور بالضرور حضور کے علم

غیب کو بسر و چشم تسلیم کرے گا۔

حدیث نمبر 4۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَفِیْ یَدِہٖ کِتَابَانِ فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا ہٰذَانِ الْکِتَابَانِ فَقُلْنَا لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِلَّا اَنْ تُخْبِرَنَا فَقَالَ لِلَّذِیْ فِیْ یَدِہِ الْیُمْنٰی ہٰذَا کِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ فِیْہِ اَسْمَاءُ اَہْلِ الْجَنَّۃِ وَاَسْمَاءُ اٰبَائِہِمْ وَقَبَائِلِہِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰی اٰخِرِہِمْ فَلَا یُزَادُ فِیْہِمْ وَلَا یُنْقَصُ مِنْہُمْ اَبَدًا ثُمَّ قَالَ لِلَّذِیْ فِیْ شِمَالِہٖ ہٰذَا کِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ فِیْہِ اَسْمَاءُ اَہْلِ النَّارِ وَاَسْمَاءُ اٰبَائِہِمْ وَقَبَائِلِہِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰی اٰخِرِہِمْ فَلَا یُزَادُ فِیْہِمْ وَلَا یُنْقَصُ مِنْہُمْ اَبَدًا (ترمذی شریف ۲/۳۶، مشکوۃ شریف ص ۲۲)

ترجمہ امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک دن حضور ﷺ تشریف لائے تو آپ کے ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں آپ نے فرمایا پیارے صحابہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ دونوں کتابیں کیسی ہیں؟ ہم نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ ہمیں معلوم نہیں البتہ اگر آپ ہمیں بتا دیں تو پھر ہمیں معلوم ہو سکتا ہے آپ نے فرمایا یہ کتاب جو میرے داہنے ہاتھ میں ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے ملی ہے اس میں تمام جنتیوں کے نام ان کے باپوں کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام ہیں پھر آخر میں ان کا میزان کر دیا گیا ہے تو اب ان کی تعداد میں قیامت تک نہ کمی ہو سکتی ہے نہ زیادتی۔ پھر آپ ﷺ نے [illegible] بائیں ہاتھ میں ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے عطا ہوئی ہے جس میں تمام دوزخیوں کے نام ان کے باپوں کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام درج ہیں اور آخر میں ان کا میزان کر دیا گیا ہے اب قیامت تک نہ ان میں کوئی کمی ہو سکتی ہے نہ زیادتی۔

☆ قارئین کرام صحاح ستہ کی یہ حدیث اوپر بیان کی گئی حدیث کی مزید وضاحت فرماتی ہے کہ حضور کو ایک دو کا نہیں بلکہ پوری کائنات کے جنتیوں اور دوزخیوں کا علم عطا فرما دیا گیا تھا۔ بلکہ ان کے مرنے اور مرنے سے بھی حضور واقف تھے چنانچہ حسب ضرورت حضور اس علم غیب کا اظہار بھی فرماتے رہتے تھے کبھی آپ نے دس صحابہ کرام (عشرہ مبشرہ) کے جنتی ہونے [illegible] (ترمذی ۲/ [illegible] ابن ماجہ ص ۱۳، مشکوۃ شریف ص ۵۵۰)

☆ کبھی آپ نے جناب ابوبکر و عمر کا جنتی بوڑھوں کا سردار ہونا بیان فرمایا۔ (ترمذی ۲/۲۰۷، ابن ماجہ ص ۱۱، مشکوۃ ص [illegible])

☆ کبھی آپ نے سیدہ فاطمۃ الزہرہ کا جنتی عورتوں کی سردار ہونا بیان فرمایا۔ (بخاری ص ۵۱۲، مسلم ۲/۲۹۰، دلائل النبوۃ بیہقی ۷/۸، مشکوۃ ص ۵۶۰)

☆ کبھی آپ نے حسنین کریمین کا جنتی نوجوانوں کا سردار ہونا بیان فرمایا۔ (ترمذی ۲/۲۱۸، مشکوۃ ص ۵۷۲، دلائل النبوۃ بیہقی ۷/۸)

☆ کبھی آپ نے حضرت عکاشہ کا بے حساب و کتاب جنت میں جانا بیان فرمایا (ترمذی ۲/ [illegible] بخاری ۲/ ۹۵۰، ۸۵۴، مسند امام احمد [illegible])

☆ کبھی آپ نے جناب عمر، عثمان اور علی کا شہید ہونا بیان فرمایا (بخاری ص ۵۲۱، ۵۲۳، مسلم ۲/ ۲۸۲، مشکوۃ شریف ص ۵۵۸، ترمذی ۲/ ۵۹، مسند امام احمد ۲/ [illegible]، دلائل النبوۃ ۷/ ۳۵)

☆ کبھی آپ نے جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کا مظلوم شہید ہونا بیان فرمایا (ترمذی ۲/ ۲۱۸، مشکوۃ ص ۵۷۲، دلائل النبوۃ بیہقی ۷/ ۴۸، البدایہ والنہایہ ۸/ ۴۸، ابن ابی شیبہ ۱۵/ ۹۹، مسند احمد ۶/ ۲۰، مستدرک ۳/ [illegible])

☆ کبھی آپ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھرانے میں سے پہلے فوت ہونا بیان فرمایا (بخاری ص ۵۱۲، ۵۳۰، مسلم ۲/ ۲۹۱، مشکوۃ ص ۵۶۸، دلائل النبوۃ ۶/ ۳۶۴، ابن ابی شیبہ ۱۲/ ۱۲۹)

☆ کبھی آپ نے ازواج مطہرات میں سے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا پہلے وصال فرمانا بیان فرمایا (بخاری ص ۱۹۱، مسلم شریف ۲/ ۲۹۱، دلائل النبوۃ ۶/ ۳۷۱، تاریخ صغیر امام بخاری ص ۲۸)

☆ کبھی آپ ﷺ نے حضرت عمار بن یاسر کا حق پر شہید ہونا بیان فرمایا۔ (بخاری ص ۳۹، مسلم ۲/ ۳۹۶، مسند امام احمد ۳/ ۱۵ وغیرہ)

﴿ [illegible] ﴾

اس طرح سینکڑوں واقعات کتب احادیث میں موجود ہیں جن سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ جل مجدہ نے اپنے پیارے محبوب جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کو علم ماکان وما یکون عنایت فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ حق سمجھنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

حدیث نمبر 5۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ صَعِدَ النَّبِیُّ ﷺ اُحُدًا وَمَعَہٗ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِہِمْ فَضَرَبَہٗ بِرِجْلِہٖ فَقَالَ اثْبُتْ اُحُدُ فَمَا عَلَیْکَ اِلَّا نَبِیٌّ وَّصِدِّیْقٌ وَّشَہِیْدَانِ (بخاری شریف ۵۲۳، ۵۲، مسلم شریف ۲/ ۲۸۲، ترمذی شریف ۲/ ص ۲۱۰، مشکوۃ شریف ص ۵۵۲، نسائی، دار قطنی، کتاب الشفاء وغیرہ)

ترجمہ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن "جناب رسول مقبول ﷺ جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور جناب عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ احد پہاڑ پر تشریف لے گئے احد پہاڑ (جوش مسرت سے) جھومنے لگا تو آپ نے فرمایا اے احد ٹھہر جا، پس بے شک تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔)

[illegible]

[illegible] سال تک جناب سیدنا صدیق اکبر [illegible]

پھر آپ کے بعد تقریباً دس سال تک جناب عمر فاروق نے کارِ خلافت

نبھائے اور آپ کے بعد تقریباً بارہ برس تک جناب عثمان [illegible]

[illegible]

[illegible]

حدیث نمبر 6 [illegible]

[illegible] (مسلم شریف [illegible])

ترجمہ: مفسر صحابہ کرام حبر الامت جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

[illegible] ایک مرتبہ جناب رسول مقبول ﷺ اپنی سواری پر سوار

ہو کر مدینہ طیبہ کے ایک باغ میں تشریف لے گئے (وہاں) دو قبروں پر آپ کا

گزر ہوا (قبروں کے پاس جا کر) آپ کی سواری بدک گئی آپ نے ان

دونوں قبروں والوں کی آوازیں سنیں جو کہ انہیں اپنی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا

پھر ارشاد فرمایا کہ ان دونوں قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے تو یہ کسی

بہت بڑے کام کی وجہ سے نہیں کہ اس کا کرنا ان کے لیے مشکل ہو [illegible]

[illegible] (وضو) سمجھا اور اس سے

بچنا [illegible] انہیں عذاب ہو رہا

ہے [illegible] چھوٹے سے گناہ کو بھی معمولی نہیں سمجھنا

چاہیے) پھر جناب مخبر صادق علیہ السلام نے وضاحت ارشاد فرمائی فرمایا

ان میں سے ایک قبر والے کو تو اس لئے عذاب ہو رہا ہے کہ وہ (دنیا میں)

پیشاب (کی چھینٹوں) سے نہیں بچتا تھا اور وہ جو دوسرا شخص عذاب

[illegible] کرتا پھرتا تھا پھر آپ نے کھجور کی ایک شاخ لے کر اس کے دو

حصے کر لیے اور ایک ایک شاخ ایک ایک قبر پر رکھ دی (یا گاڑ دی) صحابہ

نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ جو آپ نے قبروں پر کھجور کی ٹہنیاں

رکھی ہیں ان کا مطلب بھی ارشاد فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا جب

تک یہ ٹہنیاں ہری رہیں گی (ان ٹہنیوں [illegible] کی وجہ سے)

ان قبروں والوں کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی۔

محترم قارئین کرام اس حدیث شریف کو دوبارہ پڑھیں اور اس کے مضمون کو

ذہن نشین کریں۔ اگر آپ کا قلب و دماغ تعصب و عناد سے مکمل طور پر

صاف ہوگا تو ان شاء اللہ تعالیٰ آپ پر یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو

جائے گی کہ اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ ﷺ کو اس قدر علم لامتناہی سے

نوازا تھا کہ آپ نے ایک عالم (عالم حیات) میں ہوتے ہوئے (عالم

برزخ) کے حالات و تعاملات چشم ظاہری سے ملاحظہ فرمائے۔ ایک عالم میں

ہوتے ہوئے دوسرے عالم کی آوازوں کو بھی سن لیا۔ دونوں قبروں والوں

کے عذاب کا بیان فرماتے ہوئے یہ بھی بیان فرما دیا کہ ان اہل قبور کو کیوں

عذاب ہو رہا ہے۔ یہ دنیا میں کیا کیا گناہ کرتے رہے ہیں۔ اور پھر قربان

جائیں رحمت مصطفیٰ ﷺ کے عالم حیات میں ہوتے ہوئے عالم برزخ

والوں کو بھی اپنی رحمت لامتناہی سے نواز رہے ہیں۔ پھر یہ مسئلہ بھی ثابت ہو

گیا کہ اگر ایک تازہ شاخ جو کہ ذکر الٰہی کرتی ہے وہ میت کے عذاب میں

تخفیف کا سبب بن سکتی ہے تو اگر مومن قبر پر بیٹھ کر قرآن پاک کی تلاوت

کرے یا کوئی بھی ذکر کرے تو اس ذکر الٰہی کی برکت سے بھی اللہ تعالیٰ

ضرور قبر والے پر اپنا فضل و کرم فرمائے گا اور اس کے عذاب میں تخفیف

فرمائے گا (نووی شرح مسلم ۱ ۱۴۱) اور اگر صاحب قبر پہلے ہی اللہ کے

فضل سے جنتی ہو تو اللہ تعالیٰ یقیناً اس کے درجات میں بلندی فرمائے گا۔

محو وہ ہیں عالم ماکان و مایکون

ہر علم و آگہی پہ ہے کمالی نقب کا رنگ

☆......☆☆......☆

بے ادبوں کی ...... پہچان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی سے اعمال ضبط ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب سکھایا ہے کہ اپنی آواز ان کی آواز سے بلند نہ کرنا ورنہ تمہارے اعمال ضبط ہو جائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

آیت نمبر ۱

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴾

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ (سورہ حجرات آیت ۲)

معلوم ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ادنیٰ بے ادبی بھی کفر ہے کیونکہ کفر ہی سے نیکیاں برباد ہوتی ہیں۔ جب ان کی بارگاہ میں اونچی آواز سے بولنے پر نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں تو دوسری بے ادبی کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ (تفسیر نور العرفان)

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہونے کے لئے جہاں الفاظ کی نوک پلک اور تعبیر کی نزاکتوں پر نگاہ رکھنا ضروری ہے وہاں آواز کا لب و لہجہ بھی آزاد نہیں ہے۔ مگر منتہا میں انداز بیان کا وہ تیور جس کی دہشت سے خون سوکھ جاتا ہے۔ یہ ہے کہ انسان اپنی سرشت کے لحاظ سے بے عیب و بے خطا نہیں ہے۔ طرح طرح کے معاصی کا وہ بار بار ارتکاب کرتا ہے لیکن رحمت یزدانی کا یہ احسان عام ہے کہ کسی بھی نئے گناہ کے ارتکاب سے وہ نیکیوں کے پچھلے ذخیرے کو برباد نہیں کرتا۔ کفر و شرک کے علاوہ بڑے سے بڑے جرم کے لئے بھی قانون ہے کہ مجرم نے کسی جرم کا ارتکاب کیا۔ نامہ اعمال میں ایک فرد گناہ کا اضافہ ہو گیا۔ پچھلی نیکیاں اپنی جگہ پر برقرار ہیں لیکن محبوب کی شان میں گستاخی اتنا بڑا جرم ہے کہ پچھلی نیکیوں کا ذخیرہ بھی ختم کر دیا جاتا ہے۔

یہ سوچ کر کلیجہ کانپ جاتا ہے کہ محبوب باری کی جناب میں ذرا سی آواز اونچی ہو گئی تو اس کی سزا صرف اتنی ہی نہیں ہے کہ نامہ اعمال میں ایک گناہ کا اندراج کر لیا جائے گا بلکہ قرآن کہتا ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ پچھلی نیکیاں بھی ضبط کر دی جائیں گی اور سب سے بڑا غضب یہ کہ لٹ جانے والے کو اس کی خبر بھی نہیں ہو سکے گی کہ عمر بھر کی نیکیوں کا خرمن کب لٹا اور کیسے لٹا۔ قیامت کے دن جلی ہوئی خاکستر جب سامنے آئے گی تب اچانک محسوس ہو گا کہ ہائے ہم لٹ گئے۔

ذرا نخوت علم و ادب کی تاریکی سے باہر نکل کر سوچئے! جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور ذرا سی اونچی آواز کرنے سے یہ سزا ملتی ہے تو جن لوگوں نے ان کی تنقیص شان کو ہی اپنا شعار بنا لیا ہے ان کی بربادیوں کا تصور کون کر سکتا ہے؟! (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن میں از علامہ ارشد القادری)

آیت نمبر ۲

ادب والوں کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ﴾

ترجمہ: بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے۔ ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ (سورہ حجرات آیت ۳)

آیت نمبر ۳

یارسول اللہ نظر کرم فرماؤ

﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾

ترجمہ اے ایمان والو! میرے پیغمبر سے راعنا نہ کہا کرو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۰۴)

شانِ نزول: جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کو کچھ تعلیم دیتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کیا کرتے راعنا یارسول اللہ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے حال کی رعایت فرمایئے یعنی کلام واضح فرمادیں۔ یہود کی زبان میں یہ لفظ گالی تھی، انہوں نے بُری نیت سے کہنا شروع کر دیا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ یہود کی اصطلاح سے واقف تھے۔ آپ نے ایک روز یہ کلمہ ان کی زبان سے سن کر فرمایا، اے دشمنانِ خدا! تم پر اللہ کی لعنت۔ اگر اب میں نے کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا تو اس کی گردن ماردوں گا۔ یہود بولے مسلمان بھی تو یہ لفظ بولتے ہیں۔ اس پر آپ رنجیدہ ہوکر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تب یہ آیت نازل ہوئی جس میں مسلمانوں کو بھی اس لفظ کے استعمال سے روک دیا گیا۔

اس سے پتہ چلا کہ جو کوئی توہین کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایسا لفظ بولے جس میں گستاخی کا شائبہ بھی نکلتا ہو وہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ہلکا لفظ بولنا حرام ہے اگرچہ توہین کی نیت نہ بھی ہو اور توہین کی نیت سے بولنا کفر ہے نیز جس لفظ کے دو معنی ہوں، اچھے اور بُرے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے استعمال نہ کیے جائیں تاکہ دوسروں کو بدگوئی کا موقع نہ ملے اللہ کو میاں نہ کہو کیونکہ میاں کے معنی مالک کے ہیں اور خاوند بھی۔ لہٰذا اب اللہ کو مالک کے معنی میں بھی میاں نہ کہو۔ (تفسیر خزائن العرفان ونور العرفان)

اس آیہ کریمہ سے معلوم ہوا کہ گستاخانِ رسول کو دنداں شکن، بہادری اور سختی کے ساتھ فوراً جواب دینا سنت صحابہ ہے جیسا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہود سے یہ کلمہ سن کر فرمایا اے دشمنانِ خدا تم پر اللہ کی لعنت اگر اب میں نے کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا تو اس کی گردن ماردونگا۔

دشمنانِ احمدؐ پہ شدت کیجئے ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

اس قرآنی اصول اور عمل صحابہ کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن پر ایمان اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کا تقاضا ہے کہ ہر وہ کتاب یا کیسٹ جس میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیاروں کی توہین یا توہین کا شائبہ بھی ہو۔ ان کتابوں اور کیسٹوں کو جلادیا جائے یا دریابرد کر دیا جائے یا کم ازکم اُن عبارات کو کتابوں سے خارج کر دیا جائے تاکہ اتحاد و اتفاق کی فضا قائم ہو کیونکہ یہی کفریہ عبارتیں مسلمانوں کے درمیان اختلاف، خانہ جنگی، فتنہ اور انتشار کا باعث ہیں۔

آیت نمبر ۴

گستاخ رسول کی فوری گرفت کرنا سنت الٰہیہ ہے

ایک دن رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوہ صفا کی چوٹی پر چڑھ گئے اور اہل مکہ کو آواز دی۔ جب تمام لوگ جمع ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کی گھاٹی میں دشمن کا لشکر چھپا ہوا ہے اور تم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو کیا تم میری اس خبر کا یقین کرو گے؟ سب نے یک زبان ہو کر کہا کیوں نہیں۔ اس زبان پر ہم کیوں اعتماد نہ کریں جو کبھی جھوٹ سے آلودہ نہیں ہوئی، جس کی طہارت پر یقین کرنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میں تمہیں اس سے بھی سنگین اور تباہ کن عذاب کی خبر دیتا ہوں جو تمہارے سروں پر منڈلا رہا ہے اگر تم سلامتی چاہتے ہو تو کفر و شرک کی زندگی سے تائب ہو کر پرچم اسلام کے دارالامان میں آجاؤ۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقریر سن کر ابولہب کے تن بدن میں آگ لگ گئی، آنکھوں سے چنگاری اُڑنے لگی، غصے سے چہرہ تمتما

منہ غیظ و غضب میں جلتے ہوئے کہا "تو ہلاک ہو جائے کیا تو نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا" ابولہب کی بات ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ قہر الٰہی کی ایک بجلی چمکی، قہر خداوندی کی دھمک سے پہاڑ کا کلیجہ دہل گیا، فرط ہیبت سے حرم کی سرزمین کانپ اٹھی، اتنے میں روح الامین کے پروں کی آواز کان میں آئی۔ سرکار نے نگاہ اٹھا کر دیکھی تو وہ پرہیبت قہر و جلال میں ڈوبی ہوئی یہ آیتیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا رہے تھے۔

﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ☆ مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ☆ سَيَصْلَى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ☆ وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ☆ فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ﴾

ترجمہ: تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔ اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا۔ اب دھنستا ہے، لپٹ مارتی آگ میں وہ۔ اور اس کی بیوی لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسا۔ ﴿پارہ ۳۰ سورہ اللہب﴾

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت پہنچانے والے ایک فقرہ پر دریائے قہر الٰہی کے چڑھتے ہوئے دریا کا تلاطم تو دیکھئے! ایک لمحہ میں ابولہب کی دنیا اور آخرت کا فیصلہ سنا دیا گیا۔ ابولہب اپنے وقت کا نیا مجرم نہیں ہے۔ غضب ناک تیور میں ڈوبی ہوئی آیات کل تک کیوں نہیں اتاری گئی تھیں۔ کل ہی تو غیرت الٰہی کو حرکت میں لانے والے اسباب اس سے صادر ہوئے تھے۔ خدائے واحد کی پوجا سے بغاوت کر کے بتوں کی عبادت کرنا کیا یہ کم درجے کا جرم تھا۔ لیکن قربان جایئے! اس ادائے محبت پر کہ اپنے مجرم کا سوال آیا تو مہلت دے دی لیکن محبوب کے مجرم کی تعزیر کے لئے ایک لمحے کا انتظار بھی روا نہیں رکھا گیا۔ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن میں از علامہ ارشد القادری)

معلوم ہوا کہ گستاخ رسول کو سخت اور فوراً جواب دینا سنت الٰہیہ ہے۔

آیت نمبر ۵

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گستاخ ولد الحرام ہے

دنیائے کفر کے مشہور گستاخ ولید بن مغیرہ نے ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "اے وہ شخص جس پر قرآن اترا تم تو مجنون ہو" بس اتنا کہنا تھا کہ قہر الٰہی کا بادل کڑکا، بجلی چمکی اور غیظ و جلال میں ڈوبی ہوئی یہ آیتیں ولید بن مغیرہ کی مذمت میں نازل ہوئیں۔

﴿نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ☆ مَا أَنتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ ☆ وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ ☆ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ☆ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ ☆ بِأَييِّكُمُ الْمَفْتُونُ﴾

ترجمہ: قلم اور ان کے لکھے کی قسم۔ تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں اور ضرور تمہارے لئے بے انتہا ثواب ہے۔ بیشک تمہاری خو (اخلاق) بڑی شان کی ہے۔ تو اب کوئی دم جاتا ہے کہ تم بھی دیکھ لو گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں کون مجنون تھا۔

اب گستاخ کی مذمت میں ذرا قرآن کے الفاظ کا شمار کیجئے اور اندازہ لگایئے کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کے ساتھ قرآن کی گفتار کا تیور کتنا غضب ناک ہو گیا ہے۔ وہ آیتیں یہ ہیں۔

﴿فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ ☆ وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ ☆ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ☆ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ☆ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ☆ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ ☆

ترجمہ: تو جھٹلانے والوں کی بات نہ سننا۔ وہ تو اس آرزو میں ہیں کہ کسی طرح تم نرمی کرو تو وہ بھی نرم پڑ جائیں۔ اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا ذلیل۔ بہت طعنے دینے والا بہت ادھر کی ادھر لگاتا پھرنے والا۔ بھلائی سے بڑا روکنے والا گنہگار حد سے تجاوز کرنے والا۔ درشت خو۔ اس سب پر طرہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا۔ (سورۃ القلم آیات نمبر ۱ تا ۱۳)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخ کے دس عیب قرآن میں اس طرح بیان کئے گئے ہیں۔

(۱) ﴿المُكَذِّبِين﴾ جھٹلانے والا

(۲) ﴿حَلَّاف﴾ بڑی قسمیں کھانے والا

(۳) ﴿مَهِين﴾ ذلیل

(۴) ﴿هَمَّاز﴾ بہت طعنے دینے والا

(۵) ﴿مَشَّاءٍ بِنَمِيم﴾ چغل خور

(۶) ﴿مَنَّاعٍ لِّلْخَيْر﴾ بھلائی سے بہت روکنے والا

(۷) ﴿مُعْتَدٍ﴾ حد سے تجاوز کرنے والا

(۸) ﴿اَثِیْمٍ﴾ گنہگار

(۹) ﴿عُتُلٍّ﴾ درشت خو (اکھڑ مزاج)

(۱۰) ﴿زَنِیْمٍ﴾ ولد الحرام (حرام زادہ)

اس سے ہمیں معلوم ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی وہی کر سکتا ہے جو بے نسب ہو حسب ونسب والا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باادب غلام ہو گا۔ اب جو بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی اور بے ادبی کرے یا کتابوں میں لکھے۔ سمجھ لو یہ وہی ہے جس کا ذکر قرآن کی ان آیات میں کیا گیا ہے۔

منقول ہے کہ جب ولید بن مغیرہ کی مذمت میں یہ آیات نازل ہوئیں تو عالم غیظ میں وہ تلملا اُٹھا اور اپنی ماں سے جا کر دریافت کیا کہ ابھی ابھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے متعلق دس باتیں بیان فرمائی ہیں۔ اپنی نو برائیوں کے متعلق تو میں خوب جانتا ہوں کہ وہ میرے اندر موجود ہیں لیکن دسویں بات کہ میری اصل میں خطا ہے۔ اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ ویسے ہزار دشمنی کے باوجود مجھے اس بات کا یقین واعتراف ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات غلط نہیں ہو سکتی۔ اس لئے سچ سچ بتادے کہ حقیقت کیا ہے ورنہ میں تیرا سر قلم کر دونگا۔

تیور دیکھ کر اس کی ماں نے صاف صاف بتادیا کہ تیرا باپ نامرد تھا۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ مر جائے گا اور اس کا مال غیر لے جائیں گے۔ اس لئے ایک چرواہے کے ساتھ میرا ناجائز تعلق ہو گیا اور اس کے نتیجے میں تیری پیدائش عمل میں آئی۔ (تفسیر خزائن العرفان)

حالت غیظ میں جب انسان اپنے کسی دشمن کا پردہ چاک کرتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ یہ نفسانی ہیجان کا رد عمل ہے لیکن یہاں کیا کہے گا؟ کہ یہ کلام تو اس پاک ومقدس خداوند کا ہے جس کی ذات شوائب نفسانی سے بالکل پاک ومنزہ ہے۔ اس لئے بالمحالہ ماننا پڑے گا کہ وہ ستار العیوب جو اپنے بڑے سے بڑے سیاہ کار بندے کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک گستاخ کو سارے جہاں میں رسوا کر کے یہ ظاہر فرمادیا ہے کہ جس معصوم اور محترم نبی کے گستاخ کے لئے اس کے یہاں کسی عفو ودرگزر کی گنجائش نہیں ہے۔ اس کی حیثیت "نامہ بر" کی نہیں ہے بلکہ محبوب ذی وقار کی ہے۔ یہاں بھی وہی ادائے رحمت جلوہ گر ہے کہ گستاخ نے نشانہ بنایا ہے ذات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ جواب دے رہا ہے اس کا رب کریم۔ محبوب خاموش ہے۔ قرآن اس کی وکالت کر رہا ہے۔ کیا اس کے بعد بھی کوئی بدنصیب کہہ سکتا ہے کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت ایک خبر رساں کی ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ تو ایک ایسے محبوب کی ہے جو خدا کی محبت کے گہوارے میں پلا۔ اسی کی رحمتوں نے اسے ساری کائنات کی افسری بخشی اور اسے خالق ومخلوق اور عابد ومعبود کے درمیاں رابطہ کا ایک ذریعہ بنایا۔ اس لئے اس کی حیثیت ایک نامہ بر کی نہیں بلکہ نامہ کے اسرار ورموز سے باخبر کرنے والے کی ہے۔ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن میں از علامہ ارشد القادری)

حق پر کون؟: مسلمانوں، یہودیوں اور عیسائیوں میں سے حق پر صرف مسلمان ہیں۔ اس لئے کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منکر اور بے ادب ہیں اور عیسائی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے منکر اور بے ادب ہیں لیکن مسلمان تمام سچے نبیوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے صرف اہل سنت حق پر ہیں۔ اس لئے کہ بعض لوگ اہل بیت اور اولیاء کرام کے گستاخ اور بے ادب ہیں اور بعض لوگ صحابہ کے گستاخ اور بے ادب ہیں۔ لیکن صرف اہل سنت والجماعت وہ مسلک ہے جو کسی کا گستاخ اور بے ادب نہیں، یہ تمام نبیوں اور ولیوں کو مانتا ہے، یہ صحابہ کا بھی باادب غلام ہے اور اہل بیت کا بھی ادنیٰ خادم ہے۔ اگر شیعہ صحابہ کی گستاخی کریں تو کافر ہیں تو میں پوچھتا ہوں کہ صحابہ افضل ہیں یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ صحابہ کرام کا گستاخ اگر کافر ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گستاخ اور بے ادب کافر کیوں نہیں ہے؟

باقی جتنے بھی فرقے ہیں معتوب ہیں
حکم سے ربِ اکبر کے مغضوب ہیں
ادب کی اے خضر ہم کو دولت ملی
مسلکِ حق اہل سنت تیری کیا بات ہے

☆...

پہلی سالانہ عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس

(مرزہ بلوچاں تحصیل سانگلہ ہل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

16 ستمبر 2006 بروز ہفتہ بعد از نماز عشاء بمقام پرانی غلہ منڈی مرزہ بلوچاں تحصیل سانگلہ ہل میں اسلامک ویلفیئر سوسائٹی اور شیران اسلام پاکستان کے زیر اہتمام عظیم الشان پہلی سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت پیر طریقت، بدر السادات سید محمد حسین شاہ گیلانی قادری نے فرمائی۔ مہمان خصوصی، سابق قائم مقام چیف جسٹس آف ہائی کورٹ لاہور جناب جسٹس میاں نذیر اختر صاحب تھے، مہمانان ذی وقار، پیر طریقت سید محمد عرفان شاہ نوری (چیئرمین ورلڈ اسلامک کونسل) پیر طریقت حضرت خالد سیف اللہ نقشبندی صاحب، پیرزادہ سید ناصر عرفان گیلانی، مولانا بشیر احمد مجتبیٰ قادری شیخ محمد آصف جیلانی (ایم پی اے) چوہدری طاہر منیر چیمہ (تحصیل ناظم) ملک محمد اعظم (ناظم) چوہدری جاوید منصور بھوں (ناظم) نوسلم عمران محمود (چیف ایڈیٹر روزنامہ تبصرہ) حضرت حاجی عبدالرزاق صاحب (خلیفہ مجاز علی پور شریف) حافظ اظہر نعیم صاحب (مرکزی نائب امیر شیران اسلام پاکستان) الحاج میاں نوازش علی قادری (نعت گو) چوہدری محمد افضل سندھو، میاں محمد اعظم شریف ایڈووکیٹ، پروفیسرز شبیر انجم اور ڈاکٹر سرور محمود صاحب اسٹیج پر چراغ محفل کی صورت تشریف فرما تھے۔ اور ان کے علاوہ زینت محفل بننے والے پروفیسر حضرات علماء کرام، وکلاء حضرات اور سیاسی و سماجی قائدین حضرات نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی۔ جبکہ نظامت کے فرائض محمد بدیع الرحمان بھٹی ایڈووکیٹ فیض احمد تبسم اور عاطف حامی نے سرانجام دیئے۔ پنڈال ہر طرف سے قمقموں سے سجا ہوا تھا۔ اسٹیج کی خوبصورتی اور مصروفیت کے حوالے سے کانفرنس اک تاریخی حیثیت حاصل کر چکی تھی، شکر گڑھ، سیالکوٹ، لاہور، ننکانہ صاحب، پنڈی بھٹیاں، حافظ آباد، سکھیکی منڈی، خانقاہ ڈوگراں، منصور آباد، سانگلہ ہل اور گردونواح کے علاقوں سے قافلوں کی صورت میں لوگوں نے بھرپور شرکت کی، پنڈال ہزاروں افراد سے بھرا ہوا تھا۔ کیبل نیٹ ورک کے ذریعے پورے شہر میں پروگرام چلایا گیا تو بازار میں دکانوں پر بھی کافی لوگ کھڑے پروگرام دیکھ رہے تھے اور اس کے علاوہ مکانوں کی چھتوں اور گلیوں میں خواتین کا ہجوم تھا، پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے کیا گیا، تلاوت قرآن مجید سے قبل نقیب محفل محمد بدیع الرحمان بھٹی ایڈووکیٹ نے محفل کے جذبات کو ابھارنے اور محفل کے اندر یکسوئی پیدا کرنے کیلئے اشعار و گفتگو کی اک خوبصورت لڑی پروئی پھر قاری مدثر حنیف صاحب کو تلاوت قرآن مجید کیلئے دعوت دی تو قاری صاحب کی پرسوز آواز سے پنڈال پر ایک عجیب کیفیت طاری اور سبحان اللہ سے فضا گونج اٹھی۔ اس کے بعد جناب منذر حنیف صاحب اور محمد عمر حنیف نے اپنے مخصوص انداز میں محفل کو ذوق حسان عطا کرنے کیلئے نعت رسول مقبول سے ماحول کی فضاؤں کو نورانیت بخشی۔ شکر گڑھ سے تشریف لائے ہوئے جناب صاحبزادہ محمد طاہر صاحب نے ترانہ ختم نبوت

غدار وطن عدو نبی ﷺ اس پاک وطن میں کیونکر ہیں
میں پوچھتا ہوں یاران وطن یہ غدار یہاں کیونکر ہیں

بڑی پرسوز اور فکر انگیز آواز میں پڑھا۔ ان کے بعد جناب محمد امجد صاحب آف ہمارے ترانہ ختم نبوت،

تم ہو کے پروانو ختم نبوت عام کرو
نبی کا دشمن ہمارا دشمن، دشمن کی پہچان کرو

اپنے مخصوص اور منفرد انداز میں سنایا۔ جس میں قوم کو یہ فکر دی گئی کہ جس طرح دوست کا دوست دوست ہوتا ہے۔ اور دوست کا دشمن، دشمن ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ دلیل یہاں ہے۔ کہ نبی کا دشمن ہمارا دشمن اور فکر یہ دی گئی ہے کہ دشمن کی پہچان کرو۔

پھر مختلف علماء کرام، دانشوروں، مشائخ عظام، مذہبی اور سیاسی شخصیت نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور عوام کو ختم نبوت کے حوالے سے ایک فکر انگیز لائحہ عمل سے روشناس کرایا۔

جسٹس میاں نذیر اختر صاحب (سابق قائم مقام چیف جسٹس آف ہائی کورٹ لاہور)

مرزائیت کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی اور ملک پاکستان میں ان کے بھیانک عزائم و مقاصد کو عوام کے سامنے بڑے جامع اور مدلل انداز میں بے نقاب کیا اور حکومت پاکستان کی توجہ اس جانب مبذول کروائی کہ وہ ملک کے کلیدی عہدوں سے ان آستین کے سانپوں کو نکال باہر پھینکیں۔ یہ وطن عزیز ہمارا ہے اور ہم اس میں ہونے والی ہر تخریبی کارروائی کو کسی بھی طرح کسی بھی صورت برداشت نہیں کریں گے۔ اور پاک وطن کے باسیوں کو چاہیے کہ وہ پاک وطن کے ان دشمنوں پر کڑی نظر رکھیں اور قادیانیوں کے کفر کی حالت بیان کرتے ہوئے انہوں نے برملا یوں کہا کہ اس وقت کا صدر اور وزیراعظم بھی قادیانیوں کو مسلمان قرار نہیں دے سکتا۔ کیونکہ ان کا کفر مغلظہ صورت میں ہے۔

نقیب محفل محمد بوٹا شاہد بھٹی ایڈووکیٹ نے محفل کو گرماتے ہوئے اپنی کانفرنس کے خطیب خصوصی کو دعوت دینے سے قبل ایک اہم ملاقات کی صورت میں عوام کو آگاہ کیا کہ مرزا طاہر قادیانی نے لندن میں اپنی ایک تقریر میں کہا کہ لوگو! ہر دور کا ایک ابوجہل تھا میرے دور کا ابوجہل طاہر عبدالرزاق ہے اور پھر دوسرے مقام پر پیشین گوئی کرتے ہوئے کہا کہ طاہر عبدالرزاق میری زندگی میں چند مہینوں کے اندر عبرتناک موت مرے گا۔ مگر خدا کی قدرت دیکھئے کہ مرزا طاہر قادیانی کب کا جہنم واصل ہو چکا مگر ہمارا علامہ طاہر عبدالرزاق آج بھی آپ کے سامنے زندہ و تابندہ ہے اور فتنہ قادیانیت کا آپریشن کر رہا ہے تو ہزاروں لوگوں نے تکبیر، رسالت کے نعرے لگائے اور ختم نبوت زندہ باد اور قادیانیت مردہ باد کے نعروں سے فضا گونج اٹھی۔ اور ہمارا طاہر جیوے جیوے کے نعرے لگائے گئے۔ اور نقیب محفل نے درج ذیل خوبصورت اشعار کے ساتھ اپنے مقرر خاص کو دعوت دی تو ماحول کچھ اور ہی ہو گیا۔

کر تو دھنک اوٹ چھپے یا رنگ پار چلے
تو حسن روپ میں آئے لوگ تجھے پہچانتے ہیں
یار تو یار ہیں اغیار بھی اب محفل میں
میں تیرا ذکر نہ چھیڑوں تو برا مانتے ہیں
کتنے لہجوں کے غلافوں میں چھپاؤں تجھکو
شہر والے میرا موضوع سخن جانتے ہیں

عظیم تحریک شیران اسلام کے شعبہ "تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت" کے مرکزی امیر درجنوں کتابوں کے مصنف جرنیل تحفظ ختم نبوت مورخ ختم نبوت اور فاتح قادیانیت علامہ محمد طاہر عبدالرزاق صاحب نے بڑی پرسوز اور دل کو گرما دینے والی گفتگو فرمائی اور فتنہ قادیانیت کے بارے سادہ لوح مسلمانوں کو آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس دنیا میں سب سے زیادہ مظلوم اس کائنات کی سب سے افضل ہستی ہمارے پیارے نبی حضرت خاتم النبیین ﷺ ہیں۔ اس لئے کہ آپ کی ظاہری حیات میں کفار نے آپ پر ہر طرح کے ستم ڈھائے۔ اور مظالم کی انتہا کر دی۔ حق کہنے کی پاداش میں آپ کو لہولہان کر دیا گیا۔ دندان مبارک شہید کیے گئے۔ سوشل بائیکاٹ کیا گیا۔ گالیوں اور بکواسات سے آپ ﷺ کے قلب مطہر کو اذیت پہنچائی گئی۔ ظلم و بربریت کے پہاڑ توڑ کر خوب ستایا گیا۔ غرض کہ ظلم و استبداد کے

ان دارثوں نے آپ اور آپ کے ماننے والوں پر مصائب و آلام کے وہ پہاڑ برسائے گئے۔ کہ جس سے شرافت و انسانیت، تہذیب و متانت رہتی دنیا تک ماتم کناں رہے گی۔ اب جبکہ آپ اس دنیا سے پردہ فرما چکے ہیں۔ تب بھی کفار کو چین نہیں آیا۔

اور وہ حضور اکرم ﷺ کی گستاخیاں کر کے آپ کو رنج پہنچا رہے ہیں۔ کبھی آپ کی مقدس ذات کے خاکے بنائے جا رہے ہیں (نعوذ باللہ) تو کہیں آپ کے تاج و تخت ختم نبوت پر حملے کئے جا رہے ہیں۔ جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی نے آپ کی نبوت پر حملہ کیا، فرنگی آقاؤں کو خوش کیا۔ اور اس کے پیروکار اور فرنگی آقا اس کی ان گھناؤنی اور کفریہ تعلیمات کو پوری دنیا میں اسلامی تعلیمات کے لبادے میں متعارف کروا رہے ہیں۔ اس لئے آج پوری امت مسلمہ کو اتحاد و یکجہتی کے جھنڈے تلے جمع ہو کر کفر کے ان سپوتوں کو بے نقاب کرنا ہوگا

جناب شجاعت علی مجاہد صاحب (مرکزی امیر شیران اسلام پاکستان نے امریکہ و اسرائیل کے ساتھ قادیانیوں کے تعلقات کا پردہ چاک کیا۔ اور مختلف دلائل و براہین سے ثابت کیا کہ قادیانی امریکیوں اور اسرائیلیوں کے ساتھ مل کر پاکستان کو تباہی اور بربادی کی بھینٹ چڑھانا چاہتے ہیں۔ اسرائیل میں "حیفہ" نامی مقام پر قادیانیوں کا بہت بڑا مرکز قائم ہے۔ اور اسرائیل کی فوج میں ایک ہزار کے قریب قادیانی فوجی بھرتی ہیں۔ کچھ عرصہ قبل امریکہ کے ایک وزیر نے یہ بیان دیا تھا کہ قادیانی ہمارے ہیں اور ہم کسی بھی طرح یہ برداشت نہیں کریں گے کہ ملک پاکستان میں ان پر کوئی بھی ظلم ہو، پاکستان میں ان کو ہر طرح کی کھلی آزادی ملنی چاہئے، اس لئے یہ آج کے نازک وقت کی پکار ہے کہ سانپوں کے ان رکھوالوں کے ناپاک ارادوں کو مسلمانوں کے سامنے طشت ازبام کیا جائے۔

عالم حق حضرت علامہ مولانا بشیر احمد بھٹی قادری صاحب نے اپنے جملہ مہمان خصوصی، مہمانان ذی وقار اور تشریف لانے والے قافلوں اور سامعین کا شکریہ ادا کیا، اظہار تشکر کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ایک مسلمان کا ایمان ہی تب مکمل ہوتا ہے۔ جب وہ اپنے ماں و باپ، بیوی، بچوں، رشتے داروں حتیٰ کہ تمام دنیا سے بڑھ کر اپنے کریم آقا ﷺ سے محبت کرتا ہو۔ اور آپ کی محبت یہ تقاضہ کرتی ہے کہ آپ ﷺ کا ذکر خیر زیادہ سے زیادہ ہو اور آپ کی اطاعت کی جائے اور آپ کے دشمنوں قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ کیا جائے۔ قادیانی خدا اور رسول خدا ﷺ، صحابہ کرام، اہل بیت، مکہ، مدینہ اور اولیاء کرام کے گستاخ ہیں اس لئے ختم نبوت کا تحفظ وقت اور ایمان کی انتہائی اہم ضرورت ہے۔

ایک ختم نبوت نو مسلم، سابق قادیانی جناب عرفان محمود برق صاحب نے خطابت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس دھرتی پر جس کسی نے بھی اللہ کے پیارے حبیب حضور خاتم النبیین ﷺ کی گستاخی کی اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں ہی اس کا منہ کالا کیا۔ اور اسے انتہائی عبرت ناک موت مارا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ خود حضور اکرم ﷺ کے بارے میں سب سے زیادہ حساس اور غیرت مند ہے۔ اور ساتھ ہی اس بات پر روشنی ڈالی کہ کس طرح قادیانی اپنی تبلیغ کے زہریلے ٹیکے سادہ لوح مسلمانوں کو لگا رہے ہیں۔ قادیانی، زن، زر اور زمین اور نوکری اور ویزہ کا لالچ دے کر بھولے بھالے اور بھوکے ضرورت مند لوگوں کو اسلام کے نام پر قادیانی کر رہے ہیں۔ ان کے افراد و وسائل، جرائد، ٹی وی چینل MTA سب اپنے قادیانی مشن کیلئے جتے ہوئے ہیں لہذا علماء حق اور اہل دانش کو چاہئے کہ وہ عام مسلمانوں کو قادیانیوں کی خطرناک طریقہ واردات سے باخبر کریں۔ اور ان کے ایمانوں کا پہرہ دے کر اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوں عندلیب ختم نبوت علامہ قاری محمد ریاض صاحب نے فرمایا کہ ہمیں تعجب ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں حضور اکرم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا کئی بار اعلان فرما چکا ہے۔ اور پیارے آقا ﷺ نے خود اپنے بارے میں کثیر مواقع پر یہ ارشاد فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اب جو بھی دعویٰ نبوت کرے گا وہ کذاب و دجال ہوگا۔ تو پھر قادیانی کس بنیاد پر مرزا قادیانی کو نبی اور رسول مانتے ہیں۔ اتنے کھلے اور واضح دلائل کے بعد پھر انکار کرنے کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ حق کے اس انکار کے باعث

اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں، کانوں اور آنکھوں پر مہر لگا دی ہے۔ اس لئے یہ حق کو پہچاننے میں اندھے، گونگے اور بہرے ہیں۔

محترم جناب پروفیسر محمد شبیر انجم صاحب نے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی زندگی کے ان واقعات پر روشنی ڈالی کہ جب مرزا قادیانی نے آپ کو لاہور میں مناظرے کا چیلنج دیا۔ پیر مہر علی شاہ لاہور تشریف لائے مگر تاریخ مقررہ پر خود مرزا قادیانی نہ آیا اور قبلہ پیر صاحب اور جملہ علماء کرام سارا دن انتظار کرتے رہے۔ پھر ایک دفعہ مرزا قادیانی نے اپنے مرید کے ذریعے پیغام بھجوایا کہ ایک بیمار، لنگڑے اور نابینا کے حق میں آپ دعا کریں اور ایک بیمار، لنگڑے اور نابینا کے حق میں میں دعا کرتا ہوں جس کی دعا سے بیمار، لنگڑا یا نابینا صحت مند ہو جائے وہ سچا دوسرا جھوٹا۔ حضرت پیر مہر علی نے فرمایا کہ مرزے سے کہہ دو کہ آئے اور کسی پرانے قبرستان میں چلے جائیں اور کسی پرانی قبر پر کھڑے ہو کر مردے کو حکم دیں جس کے حکم سے مردہ زندہ ہو جائے وہ سچا دوسرا جھوٹا۔ لیکن مرزا بھاگ گیا۔ محبِ ختم نبوت مولانا حبیب الرحمن صاحب فیصل آبادی نے دوران تقریر فرمایا کہ ختم نبوت دین اسلام کا مرکز ہے سارا دین اس کے گرد گھومتا ہے اگر اس مرکز کو کوئی نقصان پہنچے تو سارے دین کو نقصان پہنچتا ہے۔ ختم نبوت دین اسلام کی جان ہے اس لئے مسلمان ختم نبوت کی حفاظت کریں۔ فتنہ قادیانیت تو گالیوں اور بکواسات کا مجموعہ ہے مرزے قادیانی نے کبھی انبیاء کرام کی گستاخی کی تو کبھی سید الانبیاء ﷺ کی شان میں ہذیان بکا۔ تو کبھی اہل بیت، صحابہ کرام، قرآن و حدیث، مکہ مدینہ اور اولیائے امت پر طعنہ زنی کی اور طرح طرح کی گستاخیاں کہیں کہ لہذا اس فتنہ کا تعاقب انتہائی ضروری ہے۔

نومسلم سابق قادیانی، مرزا بشیر الدین قادیانی کے ہم عصر مولانا شریف احمد قریشی صاحب نے فرمایا کہ جب تک میں قادیانی مذہب سے وابستہ رہا میں نے اپنی زندگی میں عجیب سی بے چینی، بے برکتی اور نحوست کو محسوس کیا۔ لیکن جب سے میں اسلام کے گلستان میں داخل ہوا ہوں میری زندگی ہی بدل گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں برابر میرے اوپر برس رہی تھیں۔ یقیناً اسلام ہی ایک فطری اور سچا دین ہے لہذا اے بھٹکے ہوئے قادیانیو! آؤ قادیانیت صرف ایک دھوکا ہے آؤ اسلام کے دامن میں آ جاؤ، یہاں سلامتی ہی سلامتی ہے۔ اور انہوں نے دیگر قادیانیوں کو اسلام کی دعوت دی۔ فاضل نوجوان شمشیر ختم نبوت محترم جناب ملک محمد کاشف صاحب آف لاہور نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کی محبت ہی اصل دین ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس شخص کا مقام انتہائی بلند ہوتا ہے جو حضور خاتم النبیین ﷺ سے جتنی زیادہ محبت کرتا ہے حضور اکرم ﷺ سے محبت کا تقاضہ ہے کہ وہ اس پرفتن دور میں جب کہ فتنوں کا دور ہے تو اس وقت سب سے بڑا فتنہ فتنہ قادیانیت ہے اس کے محاسبے کیلئے جدوجہد کرے۔

شیخ محمد آصف جیلانی (ایم پی اے) سانگلہ ہل نے اپنے خطاب کے دوران حضور اکرم ﷺ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق حسنہ کے بارے میں عوام الناس کو ذوق ایمانی دیا۔ اور پیارے آقا ﷺ کے اخلاق کے بارے مختصر انداز میں چند ایک واقعات سنائے۔

شاہین ختم نبوت فاضل نوجوان حافظ محمد عباس صاحب آف لاہور نے اپنے خطاب کے دوران فرمایا کہ ہر وہ شخص جو عاشق رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس پر فرض ہے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی عزت و ناموس اور آپ کی ختم نبوت کی حفاظت کو اپنی زندگی کا مشن بنالے اور اس فتنے کا رد کرے جو عقیدہ ختم نبوت یا ذات مقدسہ کی جانب میلی آنکھ بھی دیکھے۔ امت مسلمہ کے ہر جوان کو غازی علم الدین شہید اور عامر چیمہ شہید کا روپ اپنانا ہوگا تب جاکر اس امت سے فتنے ختم ہوں گے۔

نماز عشاء کے بعد شروع ہونے والی یہ عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس رات بھر عشق رسول اور تحفظ ختم نبوت کا پیغام دیتی رہی۔ اور سحری 3:30 منٹ پر انتہائی کامیابی اور کامرانی کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچی آخر میں جسٹس میاں نذیر احمد صاحب نے دعا خیر فرمائی اور عوام الناس کو لنگر تقسیم کیا گیا۔

......☆......

یا رحمۃ للعالمین

یا رب العالمین

زبدۃ الصالحین عمدۃ السالکین پیکرِ انوارِ تجلیات شاہکارِ حضور غوثِ ثانی

مفکرِ اسلام

پروفیسر محمد حسین آسی رحمۃ اللہ علیہ

بانی شیرانِ اسلام و مجلہ الحقیقہ

کے

علمی، فکری، نظریاتی اور روحانی مشن کو جاری رکھنے کے لئے

خلوص نیت وصدق دل سے عہد کرتے ہیں کہ

پاک سرزمین پر

- بدعقیدگی کے طوفان کا سدباب کرنے کے لئے
- مغربی میڈیا کی یلغار روکنے کے لئے
- فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے
- نظریہ پاکستان کے تحفظ کے لئے
- نظام مصطفیٰ ﷺ کے مکمل نفاذ کے لئے

استحصالی قوتوں کے خلاف جدوجہد جاری رکھیں گے۔

منجانب **ادارہ مجلہ الحقیقہ**

Monthly Mujallah **AL-HAQIQA**
November 2006
Reg. No. C.P.L 168

اَلحَمْدُ لِلّٰہ!

حضور مفکر اسلام پروفیسر **محمد حسین آسی** نقشبندی قادری

کی شہرۂ آفاق تصانیف

توحید

اور محبوبانِ خدا کے کمالات جلد سوم

مجلہ **الحقیقہ** کے بے لاگ اداریوں پر مشتمل

شیر کی گرج

عنقریب شائع ہو رہی ہیں (ان شاء اللہ)

پبلشرز: **مکتبہ نقش لاثانی**
محلہ نقش لاثانی نگر، [illegible]
Tel: 0542 - 451734
Mob: 0300-7766223